ایک علمی، اخلاقی، تمدنی، مذہبی، ماہواری رسالہ

بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ م ماہ آذر سنہ ۱۳۳۲ف — نمبر (۱)

مطبوعہ عہد آفرین اعظم اسٹیم پریس چار مینار حیدرآباد

بزرگوں کے اقوال

(۱) سچ بولنا۔ وعدہ وفا کرنا اور مروت سے پیش آنا تالیف قلوب کا عمدہ نسخہ ہے

(۲) جوانوں سے شرم اور دلیری بوڑھوں سے عقلمندی اور تامل پسندیدہ ہے

(۳) کم کھانے سے طبیت کی حاجت بھی کم پڑتی ہے۔

(۴) اچھا دوست وہ ہے جو تیرے عیب تجھکو بتادے لیکن لوگوں پر ظاہر نکرے

(۵) جب تقدیر پہنچتی ہے تدبیر تبدیل ہوجاتی ہے۔ جب طمع آتی ہے شرم رخصت ہوجاتی ہے۔ اور جب حرص آتی ہے محبت جاتی رہتی ہے۔

(۶) جس سے تم نے طمع کی اس کے تم فقیر ہوے جس سے تم نے احسان کیا اس سے تم امیر ہوے۔

(۷) اکثر ہنسی اور دل لگی غصہ کا سبب ہوا کرتی ہے اس لئے ان سے اجتناب چاہیئے۔

(۸) صبر کی بڑی بھاری نشانی یہ ہے کہ جب مصیبت پڑے تو لوگوں میں اور اس میں کوئی فرق معلوم نہ ہو۔

حلال کیا گیا (۴) تمام زمین میرے لئے
مسجد بنائی گئی (۵) تمام دنیا کے لئے
رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (۶) سب
کے آخر میں آیا ہوں میرے بعد کوئی
نبی نہ ہوگا (رواہ مسلم) تمام دنیا پیدا
ہونے کے پیشتر آپ کا نور پیدا ہوا
حضرت آدم علیہ السّلام آپ کے نور سے
بنائے گئے سب انبیائے سابقین پر اللہ
تعالےٰ آپ کو شرف و بزرگی بخشا ہے
اور قرآن شریف میں ارشاد ہے۔
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ترجمہ آج میں نے
تمہارا دین کامل کر چکا) یعنی عہد محمدی میں
دین بالکل مکمل ہو گیا۔ دینی و دنیوی
قوانین سب مقرر ہو گئے اب ذرا بھی
کسر باقی نہیں رہی حضرت سرور کائنات
کی بعثت سے قبل ملک عرب کی حالت
بے انتہا زار تھی جو قابل بیان نہیں۔
جہالت، قساوت، سنگدلی، بت پرستی،
کفر و شرک، قتل و غارت، لوٹ مار
سب باتیں ان کے شامل حال تھے
ان سب کے باوجود اہل عرب خود کو
نہایت مہذب و شائستہ خیال کرتے
تھے گویا جہل مرکب میں مبتلا تھے۔
یہ حالت کچھ عرب ہی تک محدود نہ
تھی بلکہ ساری دنیا اس سرے سے
اس سرے تک اس ظلمت میں گھر گئی
تھی۔ جیسا کہ تمام رات کا اندھیرا ہو جانے
کے بعد ماہ نو (ہلال) آسمان پر نمودار
ہوتا ہے۔ اسیطرح جب ضلالت و
جہالت کا اندھیرا تمام دنیا پر پھیل گیا
اور دنیا کسی آسمانی نور کی ضرورت کو
شدت سے محسوس کرنے لگی تو سنہ ۵۷۰ء
۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو حضرت
آمنہ رضؓ کے پہلو سے "ہلال عرب" نمودار
ہو کر اس ظلمت کدۂ عالم کو اپنی دائمی
روشنی سے منوّر کر دیا۔

اللھم صل علےٰ محمد وبارک
وسلم۔

حضور انور کی حیات کا اجمالی خاکہ

(۱)

دلی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری بعض بہنیں رہبر صادق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واقعات حیات سے محض ناآشنا ہیں جو ہماری زندگی کے ہر ایک مرحلے میں چراغ راہ و شمع ہدایت کہے جا سکتے ہیں۔ دراصل دیکھا جائے تو ہم لوگوں کے لئے قرآن شریف کے بعد احادیث اور آپ کی سنت سے بڑھ کر کوئی چیز قابل احترام نہیں۔ اس سے نہ صرف ہم کو کتاب اللہ کی تفسیر و احکام سے واقفیت ہوتی ہے بلکہ ہماری اصلی تعلیم و اخلاق حسنہ و حسن معاشرت کے بھی دو ذرائع ہیں۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے

دکھاؤں کام دو ہی سے یہی ہے وِرد جان اپنا ٭ خدا اک مہربان بس ہے محمد رہنما اپنا ٭

اس لئے جناب رسالتماب صلعم کی حیات بابرکات کے چند واقعات و حالات "تذکرۃ الحبیب" (مصنفہ مولانا مفتی انوار الحق صاحب ایم۔ اے مصنف "حقائق اسلام") سے اخذ کر کے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ آنجناب بچپن ہی سے نہایت خلیق و رحمدل سنجیدہ مزاج واقع ہوئے تھے آپ کو کبھی کسی نے کسی قسم کی شرارت یا ضد تو درکنار بے سبب کوئی بات فرماتے یا بچوں سے کچھ تکرار فرماتے بھی نہیں دیکھا۔ آپ کو بچپن میں بھی کھیل کود کا بالکل شوق نہ تھا۔ اخلاق حسنہ و صفات حمیدہ کے غیر معمولی آثار آپ کے ہر حرکات و سکنات سے نمایاں تھے یہی وجہ آپ ہر دلعزیز تھے زمانہ جاہلیت میں وہاں ستر پوشی کا خیال بالکل کم تھا اور برہنہ رہنا کر وہ نہ تھا جب بھی آپ تہمند باندھے رہتے تھے چنانچہ

کعبہ شریف کی مرمت کے لئے جب سب اہل قریش پتھر اٹھا کر لیجا رہے تھے تو آپ بھی اون میں شریک ہوگئے۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضؓ نے دیکھا تو اس خیال سے کہ آپ کے شانہ مبارک چھیل نہ جائیں آپ سے کہا کہ "تم تہبند اتار دو تو میں اس کو کاندھوں پر لپیٹ دوں تاکہ رگڑ سے محفوظ رہیں"۔ یہ کہکر انہوں نے بغیر آپ سے جواب سُنے تہبند کھینچ ڈالا آپ کو اپنی عریانی پر اس قدر صدمہ ہوا کہ وہیں بیہوش ہوکر گر پڑے اللہ اللہ! اتنی کم سنی میں اسقدر غیرت اور اتنی حیا! کیا شان کبریائی ہے آپ کے تمام حسن اخلاق کا اندازہ صرف اس ایک بات سے ہوسکتا ہے کہ قریش جیسے خود پسند و معزز لوگوں نے متفق ہوکر باوجود کم سنی کے "امین" کا قابل فخر لقب دیدیا تھا اور ہر اہم و مشکل معاملات میں آپ کو حاکم بنا لیے تھے

آپ نہایت سادہ و بے تکلف زندگی بسر فرماتے تھے۔ غذا اسقدر سادہ ہوتی تھی یعنی عموماً جو کی روٹی جو کبھی روکھی اور کبھی کھجور یا روغن زیتون وغیرہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ کبھی کسی نے آپ کو نرم بستر پر آرام فرماتے ہوئے نہیں دیکھا کھجور کی چھال کا تکیہ اور سن کا چمڑہ جس پر آپ استراحت فرماتے تھے۔ ایکبار حضرت حفصہ رضؓ نے چمڑے کو دوہرا کرکے بچھایا تاکہ نرم ہو تو آپ نے صبح کو دریافت فرماکر فرمایا کہ اے حفصہ رضؓ اس کو کھول کر بچھا دو اگر نرم بستر پر میں سوؤں گا تو خوب نیند آجائیگی اور عبادت نہو سکے گی۔ آپ شب میں صرف دو گھنٹے آرام فرماتے باقی رات میں نمازیں پڑھتے عبادت میں مصروف رہتے۔ آبادی کے باہر غار حرا میں خلوت نشینی فرماتے اور کئی کئی دن مصروف عبادت رہتے اور گریہ و زاری کرتے

خدا سے استغفار مانگتے - حالانکہ اللہ تعالےٰ آپ سے فرماتا ہے اے محمدؐ میں تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیا ہوں - مگر اس پر یہ حالت تھی کہ شب میں قیام فرماتے آپ کے پائے مبارک سوج گئے تھے پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمایا

یا ایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفہ او نقص منہ قلیلا -

ترجمہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے کھڑا رہ رات کو مگر تھوڑی سی - آدھی بلکہ اس سے بھی کم - ایسے اک نبیؐ جو تمام دنیا کے سردار سب نبیوں سے افضل جو خدا کے محبوبؐ جن کو خدا فرماتا ہے کہ میں تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیا اور تم جسکی سفارش کروگے قبول کرونگا - انکا یہ حال ہے کہ خدا کے جناب میں ہر وقت تضرع و زاری فرماتے اور فرماتے

ہیں کہ یا اللہ میرے گناہ بخشدے - آہ! ہمارا کیا حشر ہوگا؟ غور کا مقام ہے خیال سے دل کانپ جاتا ہے خدا رحم فرمائے آپ جس طرح بچپن میں بکریاں چرایا کرتے تھے اسی طرح خلعت نبوت و سلطنت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی چرایا کرتے تھے پہلے جیسی زندگی گذراتے تھے اب بھی وہی حالت تھی اسمیں کچھ فرق نہ آیا تھا جب کچھ نہیں تھا جب بھی دل غنی تھا جب سب کچھ ہوگیا جب بھی غرور یا نمائش مطلق چھو نہیں گیا ایسا ممکن بھی نہ تھا اس شہنشاہ دوجہان کی نظر میں دنیوی چیزون کی کوئی وقعت نتھی - اللہ جل شانہٗ اپنے محبوب سے فرماتا ہے اے محمدؐ اگر تم چاہتے ہیں تو میں تمہارے لئے ان پہاڑوں کو سونا بنا دیتا ہون تو آپ فرماتے ہیں اے پروردگار اتنی دولت ملنے پر مجھ میں غرور آجائیگا

تیری اطاعت کامل ہو سکے گی۔ غریب عورتوں و بوڑھے بچوں وغیرہ کا کام آپ کیا کرتے تھے اور جب تک اسکو پورا نہ فرماتے آپ وہاں سے ہلتے نہ تھے اگرچہ کہ اس میں آپ کو تکلیف و نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ جو کوئی آپکو کام کے لئے کہتا بلا عذر قبول فرما لیتے تھے حضرت انس رض (جو حضرت کے غلام تھے) کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں بارہ سال رہا اتنی مدت میں کبھی حضرت نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا یا فلاں کام کیوں کیا بلکہ حضرت ہی خود میرے جتنے کام کئے میں آپ کی کچھ خدمت نہیں کیا۔ کئی بار ایسا اتفاق ہوا کہ کسی نے بے احتیاطی سے مسجد میں تھوک دیا یا کسی نے کچھ غلاظت کر دی اگرچہ کہ یہ بات آپ کو ناگوار معلوم ہوتی مگر چونکہ کسی کی دلشکنی گوارا نہ تھی اس لئے کسی سے کچھ نہ فرماتے اور اس کو خود اپنے دست مبارک سے صاف فرماتے تھے۔ ابو طلحہ رض کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر بھوک کی شکایت کی اور دامن اٹھا کر دکھایا کہ پیٹ کو پتھر باندھ رکھے تھے۔ جناب رسالتمآب نے ہماری تسکین کے لئے اپنا دامن مبارک اٹھا کر بتلایا تو ہم نے دیکھا کہ شکم مبارک سے دو پتھر بندھے تھے حضور انور کی یہ فقیرانہ بود و باش کچھ تنگدستی کے سبب نہ تھی بلکہ اس کی اصل وجہ راحت جسمانی سے بے نیازی مروت و ایثار۔ ہمدردی دنیوی عیش و آرام سے نفرت و بے وقعتی تھی۔ آنجناب نہایت خوش خلق اور بے انتہا رحمدل تھے۔ آپ کو کبھی ترش روئی سے گفتگو فرماتے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ دشمنوں پر تک آپ مہربان رہتے تھے ان کے طرف سے سختی ہوتی تھی

آپ کے طرف سے نرمی احسان اور لطف و کرم۔ جس کی صد ہا مثالوں سے احادیث بھرے ہوئے ہیں یہاں چند بیان کئے جاتے ہیں۔ کفار قریش حضور پر نور کو جس طرح ممکن ہو ایذا پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے۔ یہانتک کہ آپکو شہید کرنے کے بھی درپے ہو گئے تھے مگر یہاں خدا وعدہ فرما چکا تھا کہ میں تجھے دشمنوں کے حملہ سے بچاؤنگا ؎ دشمن اگر قوی است مہربان تو قوی تر است۔ کا مصداق تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ آنجناب نماز میں سربسجود تھے ابو جہل ایک بڑا بھاری پتھر لیکر اس ارادے سے آیا کہ آپ پر ڈال کر بھاگ جائے مگر یہاں آتے ہی ایسا مبہوت و خوف زدہ ہو گیا کہ پتھر ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور ہیبت زدہ ہو کر بھاگ گیا۔ اور رسالتمآب اسیطرح نماز میں مشغول ہیں۔ آپ بچوں سے انتہا کی محبت فرماتے تھے اور انسے کھیلا کرتے تھے۔ بسا اوقات آپ اپنی نواسی کو کاندھے پر بیٹھا کر نماز پڑھتے تھے۔ نماز میں اتنی محبت بے انتہا شفقت کی دلیل ہے شاید اس میں یہ بھی مصلحت مد نظر ہو گی کہ اس زمانے میں چونکہ لڑکیاں بڑی ذلت کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں تو آنجناب کی یہ کیفیت دیکھکر وہ خیال باطل دل سے مٹ جائے اور انکی حق تلفی نہو۔ آپ امیر غریب غلام لونڈی فقیر سب کی دعوت یکساں بہ طیب خاطر قبول فرماتے تھے۔ آپ کے یہ الطاف کچھ مسلمانوں تک ہی محدود نہ تھے بلکہ آپ سب ہی پر شفیق تھے۔ چنانچہ انس رضؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا اتفاقاً وہ بیمار پڑ گیا آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے پھر آپ نے اسکو

اسلام قبول کرنے فرمایا اس نے اپنے
باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب
ہی بیٹھا تھا اس نے بیٹے سے کہا کہ "تو
ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مان لے
پس وہ مسلمان ہوگیا۔ اس سے آپ
بہت ہی خوش ہوئے جب وہاں سے
تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ "خدا کا
شکر ہے کہ وہ آگ سے بچ گیا۔ جنگ احد
میں جناب رسالتمآب صلعم کا ایک دندان
مبارک عتبہ ابن ابی وقاص کے پتھر کے
صدمے سے شہید ہوا اور چہرۂ اقدس
عبداللہ ابن شہاب الزہری کے حملہ
سے مجروح و خون آلودہ ہوگیا تو آپ کے
اصحاب کرامؓ پر یہ حادثہ بہت شاق گذرا
اور آپ کی اس تکلیف سے رنجیدہ
ہوکر انہوں نے بارگاہ رسالت میں
عرض کیا کہ کاش آپ ان لوگوں کے
حق میں دعائے بد فرماتے تا یہ اپنے
کیفر کردار کو "پہنچیں" حضور نے جواب
میں فرمایا کہ میں لعنت ملامت کرنے
نہیں آیا ہوں بلکہ راہ راست کی طرف
بلانے آیا ہوں پھر آپ نے دعا فرمائی
کہ "بارالہٰی میری قوم کو بخشدے اور انکو
راہ راست کی ہدایت فرما کیونکہ
وہ جانتے نہیں" سبحان اللہ اغور
کا مقام ہے ایسے وقت میں ایسے
لوگوں کے لئے، ایسی دعا۔ اس سے
بڑھکر بردباری حلم اور تحمل کی اور کونسی
مثال ہوسکتی ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

ازواج مطہرات سے حسن سلوک

سردار دو عالم نے حسن معاشرت کو آدمی
کی نیکی کا میعار قرار دیا ہے۔ آپ اپنے
اہلبیتؓ پر بے انتہا شفیق و نہایت
مہربان تھے۔ عین عنوان شباب میں
آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے

شادی کی۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی اور آپ کا سن شریف پچیس برس کا با وجود اس تفاوت عمر کے اس محبت و یکجہتی سے آپ نے زندگی بسر فرمائی کہ اس کی نظر کہیں نہیں ملتی۔ بی بی خدیجۃ الکبریٰ زندگی میں آپ نے دوسری شادی کا نام نہیں لیا۔ سوائے ابراہیمؓ کے باقی سب اولاد انہیں بی بی کے بطن سے ہوئی۔ اتنی بڑی مدت میں کبھی خفیف سی شکر رنجی بھی تاہم نہ ہوئی تھی حضرت خدیجہؓ کے وفات کے بعد جب کبھی آپ انکا ذکر فرماتے تو نہایت دلی محبت سے فرماتے جس کو دیکھکر حضرت عائشہؓ کو رشک ہوتا کبھی آپ کے یہاں قربانی ہوتی تو حضرت خدیجہؓ مرحومہ کی ملنے جلنے والی عورتوں کے یہاں پہلے حصہ بھجواتے تھے۔ جب آپ کے ازواج مطہرات میں ترقی ہوگئی تب بھی یہی حال تھا سب کے ساتھ ایک ہی طریقے سے رہتے تھے

کسی کو شکایت کا موقع نہ تھا۔ سوائے حضرت عائشہ صدیقہ کے باقی سب بیوہ سے آپ نے عقد فرمایا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "جب میں کھیلتی تھی حضرت بھی میرے ساتھ شریک ہو کر کھیلتے تھے حضرت رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے بہتر عورتوں کا مددگار عورتوں کے حقوق قائم کرنے والا عورتوں کے حقوق کا محافظ دنیا میں کوئی نہیں ملے گا۔ اسلام سے قبل ہر قوم میں عورت کی حالت بد سے بدتر نظر آتی ہے۔ عورت کو ایک حیوان سے بڑھکر وقعت نہیں دیگئی تھی، بے انتہا ظلم اس کمزور ہستی پر کئے گئے، ان کے حقوق نہایت بیدردی سے پامال کئے جاتے تھے، معصوم شیر خوار لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے۔ اور اور بہت سے مظالم برتے گئے جن کے خیال سے ہمارا دل کانپ جاتا ہے۔ ہمارے

پیغمبر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاکر عورت کے حقوق عورت
کو عطا فرمائے مرد کے مرد کو دلوائے
دونوں میں مساوات قائم کردیا! حضور
انور علیہ السلام نے عورت کی وہ عزت
وتوقیر کی ہے کہ کوئی اور کیا کریگا چنانچہ
فرمان شریف ہے کہ دنیا میں تین چیزیں
میری محبوب ہیں (۱) پارسا وعفیفہ بیوی
(۲) قرآن کریم (۳) میری آنکھوں کی
ٹھنڈک نماز۔ اور یہ بھی فرمایا ہے "دنیا
میں یوں تو خوشی و مسرت کا بہت سامان
ہے مگران سب خوشیوں کا خزانہ ایک عمدہ
بیوی ہے۔ اس کے مطالب ومعانی
میں کس قدر وسعت ہے۔ آپ نے
سب سے پہلے (جنت تیری ماں کے
پاؤں تلے ہے) یہ کھکر تمام جنس ذکور
کو عورت کی اطاعت کی ہدایت فرمادیا
اور عورت کا بہت بڑا احترام قائم فرمادیا

جس کی وہ مستحق تھی۔ دوسری جو ہدایت
عورت کے متعلق ہے وہ یہ ہے خیرکم
خیرکم لاھلہ" ترجمہ (تم میں سب سے اچھا
وہی ہے (یعنی کامل مومن) جو عورت
کے حق میں اچھا ہو) خود آپ کی ذات
بابرکات اس بہترین اصول کا مکمل نمونہ
تھی، کیا دنیا کے کسی ہادی ورہبر کی
کتابوں سے اس سنہری فرمان کی نظیر
مل سکتی ہے؟ کیا کسی مذہب نے ایسے
شاندار وپرزور الفاظ میں عورت کا
احترام قائم کیا ہے؟ اس کے حقوق کی
تاکید کی ہے؟ ہرگز نہیں! قرآن کریم
میں بار بار عورت کے ساتھ حسن سلوک
کرنے کی تاکید آئی ہے اور رسول صلعم
نے بھی فرمائی اور خود نمونہ ہو کر دکھلایا
ہم کو چاہئے کہ ہمارے بنظیر محسن وسچے
آقا کی ہر ایک بات میں پیروی کریں
اور ہر وقت ان کی خوشی کے جویاں
رہیں جس میں ہماری دین ودنیا دونوں

سنور جائیں گے۔ آپ کی ذات بابرکات یوں تو تمام دنیا کے لئے رحمت ہے رحمت اللعلمین ہیں آپ خصوصاً عورت کے لئے سراسر رحمت و بے انتہا لطف و احسان کا باعث ہے۔ قرآن پاک اور آپ کے احکام کو اپنا دستور العمل بنالیں یہ ہمارا عین فرض ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ آپ کا یہ بھی ایک فرمان ہے جو واقعی سونے کی تختی پر کندہ کرانے کے قابل ہے۔ طلب علم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ ترجمہ۔ تحصیل علم مرد و عورت دونوں پر یکساں فرض ہے اور ایک جگہ ارشاد ہے علم حاصل کرو اگر چہ کہ چین میں ملسکے۔ اس پاک فرمان کے ذریعہ ایک طرف تو آپ نے مرد و عورت میں مساوات قائم فرما دیا دوسرے عورتوں کی تعلیم کا صریحی و قطعی حکم فرما دیا سبحان اللہ آپ عورتوں پر کیسے مہربان تھے ناظرات اب میں ہمارے محسن و مربی رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چند ارشادات جو ہم مسلمانوں کے لئے آپ فرمائے ہیں لکھکر اپنا مضمون ختم کرتی ہوں۔

(۱) آپ کے خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا کام پسند ہے آپ نے فرمایا اول وقت نماز پڑھنا اور روز تلاوت قرآن کرنا اگر چہ کہ ایک رکوع کیوں نہو (۲) ایک آدمی عرض کیا ماں باپ میں کس کا درجہ زیادہ ہے آپ نے فرمایا ماں کا۔ اسنے پھر پوچھا آپ نے فرمایا ماں کا۔ پھر پوچھا آپ نے پھر یہی جواب دیا اور ایک بار پوچھا تب آپ نے فرمایا باپ کا۔ (۳) آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میرے قریب وہ شخص رہیگا جو زیادہ مجھپر درود بھیجتا ہو اور میں پہلے اس کی شفاعت کروں گا جو روز مجھپر درود بھیجیگا۔ (۴) رسول خدا فرمائے ہیں کہ "میری امت میں عورتوں کو سورہ نور کو زبانی یاد کرنے کہو۔ (۵) حضرت فرمائے ہیں کہ "شہد میں شفا ہے۔

(۶) آپ فرماتے ہیں کہ "اگر کسی کو زیادہ رنج و فکر ہوے تو لاحول و لا قوۃ کثرت سے پڑھا کریں یہ ہر ایک رنج مصیبت کو دور کرتا ہے۔ (۷) حضرتؐ کا فرمان ہے کہ اخیر زمانے میں ایسی عورتیں ہوں گی جو بظاہر تو کپڑا پہنینگی مگر درحقیقت ننگی ہونگی اور انکا اتنا بدن دوزخ میں جلیگا (۸) آپ نے فرمایا ہے کہ تمام (چنلخور) بہشت کی بو بھی نہیں پائیگا۔ (۹) آپ نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کسی کو سجدے کا حکم دیتا سوائے اپنے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (۱۰) آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرا نام سنا اور مجھپر درود نہیں بھیجا وہ قیامت کے دن آب کوثر سے محروم رہیگا اور اخیر میں جنت میں نجائیگا۔ (۱۱) آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بڑے کا ادب و چھوٹوں پر شفقت نہ کریگا وہ میرے میں سے نہیں یعنے میری امت سے خارج ہوگا۔ (۱۲) آپنے فرمایا ہے کہ جو شخص قصداً بغیر شرعی عذر کے ایک وقت کی بھی نماز چھوڑے گا اور ایک روزہ بھی چھوڑیگا تو عمر بھر کی عبادت اسکا کفارہ نہوسکیگی (۱۳) آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص صاحب نصاب کو وہ نہ دیگا اسکو سخت عذاب ہوگا اسکا مال ناپاک ہوجائیگا اور قیامت میں اسکو لپٹ جائیگا

اب بخوف طوالت مضمون ہذا ختم کیا جاتا ہے پھر انشاء اللہ المتعان آپکے ارشادات ہدیۂ ناظرین کئے جائینگے۔ میں جناب ایڈیٹرس صاحبہ کی بیحد ممنون ہوں کہ اس ناچیز مضمون کو درج رسالہ فرمایا ہے جو حقیقت میں اس عزت کے حاصل کرنیکا مستحق نتھا۔ میرے اس حقیر مضمون میں بہت سی غلطیاں ہونگی میں امید کرتی ہوں کہ ناظرین اس کو خاکسارہ کی کم علمی و قلت معلومات پر محمول فرماکر چشم پوشی فرمائینگے فقط

خاکسارہ

سارہ عفی عنہا

(اہلیہ جناب مولوی مطیع الرسول صاحب)

خادمہ کا دوسرا سال

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ایک ناچیز ہستی کو کس نیک کام کی توفیق عطا کی اور پھر اسکو کیسی مشکلات اور خوف و بیم میں ہمت افزائی کی۔ سہارا دیا۔ اور پھر آیندہ کے لئے دل کو امیدوں سے لبریز کر دیا خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس ناچیز خادمہ کا پہلا سال بخیر و خوبی ختم ہوا۔ عموماً پہلا سال ہر نئے وجود میں آنے والی چیز پر بھاری ہوا کرتا ہے خواہ انسان ہو یا حیوان عدم سے وجود میں آنے کے بعد دنیا کی ہر ایک چیز سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ انسان کیا بلکہ ہر جاندار ہی خیر اپنی اضداد کی مخالفت میں پائی جاتی ہے جبتک موت اور حیات کی لڑائی جاری ہے ہمارا وجود بھی ہے جسدن حیات نے شکست پائی اور موت کو فتح ہوئی کہ ہم نابود ہوئے۔ اسی طرح خادمہ کو ایک سال پورا کرنے کے لئے کئی طرح کی جد و جہد کرنی پڑی۔ اور یوں تو ہمیشہ کرنی پڑے گی۔ اور اس کوشش میں جو کچھ کامیابی کا شائبہ پایا گیا وہ محض عنایت الٰہی ہے ورنہ ہم کیا اور ہماری کوشش کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خادمہ کو ہمت اور استقلال بخشے اور خدمت کی نیک توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین

خادمہ ان تمام معزز ایڈیٹروں کا شکرگزار ہے جنہوں نے اسکا۔ ریویو فرمایا۔ اور اپنے رسالہ جات سے تبادلہ کا شرف بخشا۔ جن بہنوں نے خادمہ کو قلمی امداد دی ہے ان کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ وہ ہمیشہ خادمہ کو قلمی امداد دیتی رہیں گی۔

خادمہ اپنے معاونین کا مشکور ہے جنہوں نے

مالی امداد فرمائی ہے۔

اس کے بعد اپنے تمام خریداروں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے خریداری منظور فرماکر اسکی ہمت افزائی اور بقا میں امداد فرمائی اور امید ہے کہ ہمیشہ قلمی و مالی امداد فرماتے رہیں گے فقط

ایڈیٹرس

اسلام کی نامور اور بہادر خواتین

اُم آبان بنت عتبہ

اُم آبان عتبہ بن ابیصہ کی صاحبزادی اور آبان بن سعید بن العاص کی زوجہ محترمہ ہیں۔ یہ بڑی دلیر اور بہادر تھیں تیر اور تلوار سے پیادہ فوج کے ساتھ لڑتی تھیں۔ دمشق کی لڑائی میں جو مسلمانوں اور رومیوں کے سردار تو مارقل کے دامادو کے ساتھ ہوئی تھی اس میں ایکے شوہر حضرت آبان شہید ہوے۔ آپکے نکاح کو بالکل تھوڑے ہی دن ہوئے تھے یہانتک کہ ابھی انکے ہاتھوں میں مہندی اور سر میں عطر کی خوشبو باقی تھی۔

اُم آبان نے جب اپنے شوہر کی شہادت کی خبر سنی تو خیمہ سے گھبرا کر نکلیں اپنے شوہر کی لاش پر آئیں اور سوائے ان چند کلموں کے انہوں نے کوئی بات نہیں کہی۔ کہ اللہ تعالی نے جو چیز تم کو دی وہ تم نے گوارا کی اور اسی کے سایہ میں گئے اس نے ہمکو اور تم کو یکجا کیا تھا اور اب اسی نے پھر جدا کر دیا۔ خدا کی قسم ہے کہ میں بھی جہاد اور کوشش کرونگی یہانتک کہ میں بھی تم سے مل جاوں۔ اور میں آرزو کرتی ہوں کہ بہت جلد تم سے ملوں۔

لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ہم نے اُم آبان سے بڑھکر صبر کرنے والی عورت کو نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کے سردار خالد بن ولید اور عبدالرحمن وغیرہ آبان کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوتے ہی اُم آبان نہ روئیں

اور نہ قبر پر ٹھہریں بلکہ فوراً لباس بدلکر ڈھاٹا وغیرہ باندھ ہتیاروں سے مسلح ہوکر تلوار ڈھال سنبھال مسلمانوں کے لشکر میں مل گئیں۔

فوج کے سردار خالد بن ولید رضی اللہ سے نہ اجازت مانگی اور نہ اطلاع دی فوراً لشکر میں جا ملیں۔ اور سپاہیوں سے دریافت کیا کہ میرے شوہر کس دروازے پر اور کس کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور شرجیلؓ بن حسنہ کی فوج میں ملکر سخت لڑائی لڑیں بڑی تیر انداز تھیں جس وقت کہ رومیوں کا سردار توما جو صلیبؔ کو تھامے ہوئے تھا اور شرجیلؓ کے مقابلہ میں کھڑا ہوا تھا اس موقع پر اپنے شوہر کے قاتل توما کو ایک ایسا تیر تاک کر مارا کہ توما کی آنکھ میں گھس گیا اور لوگ ام آبانؓ پر ٹوٹ پڑے وہ ذرا بھی نہ گھبرائیں اور یہانتک لڑیں کہ اُن کے پاس کے تمام تیر ختم ہوگئے۔ اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ اور آبان بن عثمانؓ ان کی مدد کو پہنچے۔

کئی موقعوں پر آپ اور دوسری عورتوں نے اپنے خیمے کی چوب سے دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے اور میدان جنگ میں سپاہیوں کو بھاگنے اور پست ہمتی سے روکتی رہی ہیں یہ معزز خاتون اُم آبانؓ ہماری اسلامی بہن تھیں مگر فرق اتنا ہے کہ وہ اس زمانہ کے عرب کی عورت تھیں اور ہم اس زمانہ کے ہند کی عورتیں ہیں۔ وہ ایسی بہادر اور شجاعت میں مشہور کہ فوج کے ساتھ لڑتی تھیں۔ اور ہم ایسے ڈرپوک ہیں کہ اگر موقع پڑے تو اپنے لڑکوں اور مردوں کو بھی لڑائی میں جانے سے روکیں۔

بعض سمجھدار اور جوشیلے بہنوں کو تو ضرور افسوس ہوگا کہ ہم کیا تھے اور اب کیا ہیں جس زمانے کی عورتوں کا یہ حال تھا تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مردوں کی بہادری کی کیا حالت ہوگی۔ اب بھی

ترکی وغیرہ میں ایسی بہادر عورتیں
موجود ہیں جنہوں نے حال کی لڑائی
میں حصہ لیا ہے۔ اور دشمنوں کو گذشتہ
بہادری کا ثبوت دیا ہے۔
خدا وہ دن کرے کہ ہماری حیدرآباد
اور ہند کی عورتیں بھی ایسی بہادر نکلیں
اور اپنی اولاد کو بہادری کے سایہ میں
پرورش کریں۔ اور اسلامی شان و
شوکت کو دوبارہ چمکا دیں۔ آمین فقط
ایڈیٹرس

لطیفہ (۱)

از بی بی سیدہ کلثوم ممبر اتحاد ترقی شاخ ترقی تعلیم
نسواں اورنگ آباد دکن تحیہ نہری

ایک شخص نے کسی بھوکے سے پوچھا دس
اور دس کتنے۔؟
اس نے جواب دیا کہ بیس روٹیاں۔
سچ ہے جس کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اسکو اسی کا
خیال رہتا ہے فقط

لطیفہ (۲)

از سیدہ بی بی خدیجہ ممبر انجمن اتحاد ترقی شاخ ترقی
تعلیم (نسواں) اورنگ آباد دکن تحیہ نہری

ایک بچی نے اپنی ماں سے پوچھی کہ
اماں جان کیا یہ سچ ہے کہ ہم مٹی سے
بنے ہوے ہیں؟
ماں نے جواب دیا کہ ہاں بٹیا ہم سب
خاک سے بنے ہوئے ہیں۔
بچی نے کہا کہ اگر ہم خاک سے بنے
ہیں تو جب پانی پیتے ہیں تو کیچڑ
کیوں نہیں ہو جاتے فقط

ناچیز خادمہ اور معزز ایڈیٹروں کے خیالات

ترقی

ترقی کے گذشتہ نمبر میں وعدہ کیا گیا تھا، کہ ہم آیندہ اشاعت میں رسالہ خادمہ پر اپنے خیالات ظاہر کریں گے
چنانچہ چند سطور اسی بنا پر حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحبہ نے اپنے التماس میں اس رسالہ کا یہ مقصد بیان
کیا ہے کہ "وہ ہر ماہ علمی، اخلاقی، تمدنی، مذہبی، مضامین اپنی بہنوں میں پیش کریں گے" اسوقت ہمارے سامنے
اس رسالہ کے چار نمبر ہیں جن کے دیکھنے سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ رسالہ اپنے مقصد سے کچھ دور نہیں۔
ملک میں ایک ایسے پرچہ کی سخت ضرورت تھی، جو خواتین کی تعلیم و تربیت پر اپنا مصلحانہ اثر ڈالتا رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خادمہ
کی ایڈیٹرس صاحبہ نے انہیں حالات و مقاصد کو مدنظر رکھکر یہ رسالہ جاری کیا ہے۔ آپ ایک لائق اور مشاق مضمون نگار معلوم
ہوتی ہیں کیونکہ رسالہ مذکور میں زیادہ تر آپ ہی کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور پھر یہ دیکھکر بھی ہمیں خوشی ہوئی کہ خادمہ
نے "عصمت" وغیرہ کی تقلید کر کے خشک علمی مباحث یا عشق و محبت کے افسانوں سے اپنے صفحات رنگین نہیں کئے اور ہم نہایت
اطمینان و مسرت کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسالہ مذکور میں اکثر و بیشتر ایسے مفید مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جن کا تعلق عورتوں کی
معاشرتی اور منزلی اصلاح سے ہوتا ہے۔ ان چاروں نمبروں میں جو اہم اور مفید مضامین شائع ہوتے رہے ہم اس جگہ صرف
ان کے عنوان لکھے دیتے ہیں جن سے ناظرین کرام پر ان مضامین کی نوعیت اور ان کی حیثیت اچھی طرح مکشوف ہو جائیگی
(۱) چھوکریاں خرید لینے یعنی لونڈیاں پالنا (۲) رسم ستی و انسا (۳) نماز (۴) ہماری اہم اخلاقی کمزوریاں (۵) تکلفات
ناجائز (۶) خیرات (۷) مقروض شوہر (۸) زچگی (۹) حقوق زوجین (۱۰) پریشان شوہر (۱۱) اسلامی فرائض وغیرہ
افسوس کہ گنجایش اور وقت کی قلت سے ہم نے صرف عنوان پر قناعت کی، ورنہ مذکورہ بالا مضمون ضرور تنقید و تبصرہ
کے قابل تھے خادمہ کا ایک نقص البتہ لائق اظہار و قابل اصلاح نظر آتا ہے یعنے رسالہ کا حجم افسوس کہ خادمہ کی ضخامت
۱۶ صفحہ سے آگے نہیں بڑھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ملک کی محترم خواتین اور تعلیم نسواں کے حامی طبقہ کو اس کی اعانت
و امداد کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس کے مفید اور اخلاقی مضامین سے وہ ضرور فائدہ اٹھائیں گے فقط

نمایش

خادمہ ایک جدید ماہوار رسالہ جو نسوانی مذاق کی دلچسپیوں کا مجموعہ ہے اور ہمارے دفتر میں بغرض تبادلہ
و ریویو پہونچا ہے۔ خادمہ کی قابل مدیرہ صاحبہ ہر حیثیت سے اس بلند حوصلگی پر قابل مبارکباد ہیں
حقیقت یہ ہے اب ہماری جتنی امیدیں ہیں محض ترقی اناث سے وابستہ ہیں، اس لئے کہ تعلیم جدید نے غیر اناثی
طبقات میں اس قدر کثرت سے تعلیمی عیوب اور جرائم پیدا کر دیے ہیں کہ جن سے رہائی کی کشمکش میں مدتیں لگیں گی اس
اعتبار سے تعلیم نسواں کیطرف جو قدم بڑھایا جائے قابل صد ہزار تحسین و آفریں ہے "خادمہ" کے مضامین نہایت عمدہ زبان
سلیس اور لکھائی چھپائی کافی دیدہ زیب ہے فقط۔

اخبار المسلم

خادمہ اس نام کا ایک ماہوار رسالہ علم و اخلاق۔ تہذیب و تمدن کی اشاعت میں سلطنت آصفیہ
حیدرآباد دکن سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ تر ایڈیٹر صاحبہ کے مضامین ہوا کرتے ہیں جو بہت
ہی قابل قدر ہیں۔ اور امید ہے کہ طبقہ نسواں میں آج کل جو خامیاں نظر آتی ہیں ان کی ازالہ کی ایک حد تک حمایت
کیجائیگی۔ ہم دلی جوش کے ساتھ اس رسالہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ناظرین المسلم سے زور دار لہجہ میں سفارش کرتے
ہیں کہ یہ رسالہ نہایت مفید و کار آمد ہے۔ ضرور اس کی خریداری سے اپنے گھروں کی اصلاح اور اس کے ایڈیٹرس صاحبہ
کی حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی نظر فریب باوجود ان محاسن کے قیمت سالانہ

ترقی تعلیم

خادمہ جو کام کر رہا ہے وہ لایق ستایش ہے ملک میں دیکھنے کو طبقہ نسواں کی بہبودی اور فلاح کیلئے بہتیرے پرچے نکلے لیکن
خادمہ کی خدمتگذاریاں حقیقی اور نیک ہیں۔ بہنوں۔ ماؤں۔ بیٹیوں کو اسکا استقبال کرنا چاہئے کیونکہ اس کے تمام
مضامین انہیں کی بہبودی کے متعلق ہوتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ بقاء پرچہ و اشاعت پرچہ میں سعی کریں اور نسائیت کی اصلاح

التماس

جمیع بہی خواہاں و ہمدردان قوم خواتین کی خدمات میں عرض ہے کہ محض انسانی اور اسلامی ہمدردی سے عزیز بہنوں کی فائدہ رسانی کے لئے

رسالہ خادمہ

جاری کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہرماہ علمی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور مذہبی معلومات کا بے بہا ذخیرہ بہنوں کی خدمات میں پیش ہو اگر جو دینی اور دنیوی امور میں اصلاح کا باعث ہو۔

یہ مقصد میری تنہا کوشش سے حاصل نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ علمدوست خواتین رسالہ ہذا کی ممکنہ اعانت و اشاعت میں کافی حصہ نہ لیں۔

ایڈیٹرس

قواعد وضوابط

(۱) رسالہ خادمہ ہرماہ ہجری میں ایکبار شائع ہوتا ہے۔

(۲) قیمت سالانہ تین روپیہ پیشگی اور نمونہ کے لئے ہر کے ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۳) جملہ خط وکتابت بنام مہتمم رسالہ خادمہ واضح اور صاف ہونی چاہیئے اور جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے

(۴) عدم وصول پرچہ کی اطلاع ہرماہ ہلالی کی پندرہ تاریخ تک آنے پر دوبارہ مفت ورنہ قیمتاً دیا جائیگا۔

(۵) اگر کوئی صاحب مقام تبدیل فرمائیں تو فوراً اطلاع دیں تاکہ رسالہ کے پہنچنے میں دیری نہ ہو۔

(۶) رسالہ ہذا میں صرف مضامین نسواں درج ہونگے۔

پتہ دفتر رسالہ خادمہ عیسیٰ میاں بازار حیدرآباد دکن

جلد (۲) بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۲ھ ماہ بہمن سنہ ۱۳۲۳ف نمبر (۳)

[illegible]

بزرگوں کے اقوال

(۱) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے (حدیث شریف)
(۲) نیک کام کا بتانے والا مثل کرنے والے کے ہے (,,)
(۳) مسلمانوں کا وعدہ مثل ہاتھ پکڑ لینے کے ہے (,,)
(۴) جس سے مشورہ لیا جائے اس کو مشورہ دینے میں امانت داری چاہئے (حدیث شریف)
(۵) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہم سے کھوٹ کرے (حدیث شریف)
(۶) نیک وہ ہے جو دوسرے کو دیکھکر نصیحت حاصل کرے (,,)
(۷) بہتر توشہ پرہیز گاری ہے۔
(۸) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔
(۹) گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اس کے جس نے گناہ نہ کیا ہو
(۱۰) جھوٹی قسم ملکوں کو ویران کر دیتی ہے۔
(۱۱) جب کسی قوم کا سردار تمہارے پاس آئے تو اس کی تعظیم کرو (حدیث شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل ربیع الاول اور آنحضرت کے حالات

از بی بی حفیظ النساء (اورنگ آباد)

ربیع الاول ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں ظلمت و تاریکی کا پردہ اُٹھ گیا۔ اور نور و روشنی نے عالم کو منور کر دیا اسی ربیع الاول ماہ مبارک میں وہ آفتاب ہدایت طلوع ہوا۔ جس نے ہر قسم کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں ہمارے آقائے نامدار سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور اسی ماہ مبارک کی بارھویں شب (شب دوشنبہ) کے آخری حصہ میں صبح صادق کے وقت حضورؐ اس عالم میں تشریف لائے جنکی جلوہ افروزی کے ساتھ ہی کفر و شرک اور معصیت کی ظلمت جو عالمگیر ہو رہی تھی جہاں سے دور ہو گئی۔ اور اس مہر تاباں نبوت کا نور عالم میں چمکا اور حق کا ظہور ہوا۔ ؎

ہوا خورشید کو لرزہ چھپا ماہتاب بادل میں
رخ انور جو میرے شعلہ رو کا طور پر چمکا

اس مہینے میں آٹھویں یا تیسری دوشنبہ کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت عطا ہوئی۔

جس کی بدولت لاکھوں کروڑوں قلوب جو کفر و معصیت کی ظلمت سے سیاہ ہو رہے تھے۔ انوار وحدت الٰہی سے معمور ہو کر تاباں ہو گئے۔ ربیع الاول میں حضور پرنور نے ہجرت فرمائی۔

جب کفار کا ظلم و ستم بڑھ گیا۔ تو بحکم خدا آپ نے غرہ ربیع الاول کو مکہ معظمہ چھوڑا۔ اور راہ میں بے حد تکلیفیں اٹھاتے ہوئے۔ بارھویں یا تیرھویں ربیع الاول روز دوشنبہ کو مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا اور وہاں کی خاک کو شرف و سعادت

بخشا۔ اس ماہ ربیع الاول میں بروایات صحیحہ آٹھویں یا نویں یا تیرھویں یا چودھویں کو دوشنبہ کے دن آپ نے وفات پائی اور ظاہری آنکھیں بند کر کے رفیق اعلیٰ سے واصل ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کے باعث مسلمانوں کو اس ماہ مبارک سے دلی تعلق ہے۔ اور ہونا بھی چاہئیے اس لئے ہر مسلمان عورت و مرد کا فرض ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان یعنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تشریف آوری کے علی شکریہ میں حسب حیثیت و بقدر استطاعت احکام مطہرہ شریعت کو ملحوظ رکھ کر فرحت و سرور کا اظہار کرے۔ ذکر ولادت و فضائل سرور کائنات کی مجلسوں میں صدق و خلوص دل سے شریک ہو۔ اس ماہ متبرک میں درود شریف بکثرت پڑھیں اور یتامیٰ و مساکین کو نقدی اور کپڑے وغیرہ تقسیم کریں۔ ہر شہر اور قصبہ کے

تمام مسلمانوں کو چاہئیے کہ وہ اپنے یہاں عید میلاد النبی کا ایک عام جلسہ نہایت اہتمام سے منعقد کریں۔ اور علمائے باعمل اور متدین واعظوں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و بزرگی بیان کرائیں۔ آداب ذکر مبارک کو ان مجالس میں پورے طور پر ملحوظ رکھیں مجلس میلاد شریف کی صرف یہ غرض ہونی چاہئیے کہ اس میں حضور کے اقوال و افعالِ ہدایت سب کے ذہن نشین کرنے کی سعی کی جائے۔ اور آپ کے اسوہ حسنہ کی تاریخ اتباع و پیروی کی ترغیب دلائی جائے۔ اور آپ کی تشریف و بعثت کی غرض بیان کی جانی چاہئیے اور میلاد شریف میں صحیح صحیح روایتیں بیان کی جائیں۔ درود شریف پڑھنے کا خاص طور سے اہتمام کیا جائے۔ اسی بارہ تاریخ کو مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جائے۔

ہندوستان میں بھی اس تاریخ کو عام طور پر میلاد شریف ہوتا ہے۔ خصوصاً دکن میں اس کے لئے خاص انتظامات کئے جاتے ہیں۔ بلکہ بادشاہ دکن نے عید میلاد النبی کے لئے خاص طور سے فرمان جاری فرمایا ہے کہ اس دن تمام ریاست میں عید میلاد النبی منایا جائے۔ نہ فقط ہندوستان میں بلکہ روم۔ مصر قسطنطنیہ عراق۔ اور دیگر بلاد اسلامیہ میں بھی دستور ہے کہ اس ماہ ربیع الاول میں سلطان دارین سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کثرت سے ہوتا ہے بالخصوص شب دوازدہم شریف کو حضور کے میلاد کے خوشی میں تمام ممالک اسلامیہ میں بڑی بڑی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ جلسہ منعقد کئے جاتے ہیں واقعات میلاد شریف بیان کرکے اظہار ذوق وشوق ہوتا ہے ماہ ربیع الاول کی بابرکت تاریخوں میں اپنے پیارے اور جان سے پیارے رسول

اپنے ہادی اعظم کی عید میلاد و ذکر مولود کو قواعد شرعیہ کے مطابق انجام دیتے ہیں اور اس اجتماع خیر سے نتائج حسنہ حاصل کرتے ہیں برخلاف ان کے افسوس ہے ان مسلمان عورتوں و مردوں پر جو اس مقصد سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اور آج تک ان مجالس کے پاک مقاصد سے بیخبر ہیں۔ کس درجہ شرم و افسوس کا مقام ہے۔ کہ تاجدار مدینہ کے غلام کہلانے کا فخر حاصل ہو۔ مگر حالت یہ کہ اس سرکار مدینہ کی مطلق خو۔ بو ہم میں موجود نہ ہو۔ غلامانِ غلام کہیں مگر افعال و حرکات میں ذرہ برابر کوئی مماثلت نہ پائی جائے آنحضرت کے نام کی مجالس کو فانوس و قنادیل اور برقی روشنی سے اس قدر آراستہ کیا جائے۔ مگر حرم خانہ دل کو جو اس کی محبت کا اصل مقام ہے۔ یونہی گمراہی کی شجاستوں سے آلودہ رکھا جائے۔ اس لئے اے خیر الرسول کے خیر الامم

کہلانے والی بہنو! اپنی مریض روحوں
کے لئے شفا اور تندرستی حاصل کرو اور
اپنے بگڑے ہوئے اخلاق وخصائل کا علاج
اخلاص محمدی کے نسخہ کیمیا اثر سے کرو۔
ورنہ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ صرف
نام ونمود کے لئے یہ مجالس منعقد کرتے ہو
اور ان کو بد عادتوں اور بری باتوں سے
پاک نہیں کرتے اور اس سے غفلتوں میں
کچھ بھی فرق نہیں ہوتا۔ نہ عادات و
اطوار میں کوئی پاکیزگی وصفائی پیدا
ہوتی ہے نہ اس خیر الانبیاء وافضل الرسل
کے اسوہ حسنہ کی اتباع کا کوئی ولولہ
دل میں پیدا ہوتا ہے۔ تو یقین کر لینا
چاہئے کہ یہ سارا اجتماع یہ تمام مجالس
بالکل بیکار اور بے سود ہیں۔ الٰہی تو ہم
سب کو دین کی سمجھ عطا فرما۔ آمین۔ آخر میں
تمام بہنوں سے مودبانہ التماس کرتی ہوں
کہ اگر ہم امتی رہکر آنحضرت کی شفاعت
کی امید رکھتے ہیں تو ہم کو چاہئے کہ آپ کی
پیروی کرتے ہوئے۔ خصوصاً لڑکیوں کی
تعلیم وتربیت کی طرف متوجہ ہوں اور
ان کو اسلام کی تمام باتوں سے واقف
کریں۔ جاہل رہنا اور زندگی بسر کرنا بہت
برا ہے۔ جاہل اور حیوان میں کچھ فرق نہیں
اب میں خدا سے نیکی اور بھلائی کی دعا
کرتی ہوں خدا اپنے حبیب کے صدقہ
سے خصوصاً ہم عورتوں کو علم وہنر
عطا فرما اور سچے مسلمان بنادے آمین
رب العلمین فقط

خوشامد

کسی شخص کی بیجا تعریف کرنے کو خوشامد
کہتے ہیں۔ اور جائز تعریف کو مدح کہتے
ہیں ایک شخص نے اپنے دوست کی
تعریف اس کے منہ پر کی یعنی دکھلانے
کے سامنے کی تو سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس تونے
بھائی کا گلہ کاٹا۔ یعنے تونے اس کے سامنے

اس کی تعریف کرکے اس کو مغرور بنا دیا
اور آیندہ کی ترقی سے اس کو روک دیا
اب خیال کرنا چاہیئے کہ سچی بات جو تعریف
میں داخل ہے اس کو بھی یوں برملا
سامنے بیان کرنے سے منع فرمایا تو بھلا
خوشامد کا کیا حال ہوگا جس میں ذراسی
خوبی اور سراسر جھوٹ ہوتا ہے۔

خوشامد بھی دراصل پسندیدہ بہتان ہے
بہتان کو تو سخت عیب اور بہتان لگانے
والے کو دشمن جانتے ہیں مگر خوشامد
کو برا نہیں سمجھتے۔ بلکہ خوشامد کرنے والے
کی باتوں سے خوش ہوتے ہیں اور اس کو
انعام و اکرام سے سرفراز کرتے ہیں۔ اگر
انصاف سے دیکھا جائے تو بہتان لگانے
والا اور خوشامدی دونوں برابر ہیں بلکہ
پہلا دوسرے سے ایک درجہ اچھا ہے
کیونکہ بہتان لگانے والے سے ڈر کر انسان
احتیاط کرنے لگتا ہے۔ مگر خوشامد سے
انسان خواہ مخواہ مغرور بنتا ہے اور وہم
میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

جیسا خوشامد کرنا برا ہے ویسا ہی
خوشامد پسند کرنا بھی بڑا ہے۔ اس بد
عادت سے دونوں آدمیوں کی عادت
و اخلاق پر خراب اثر پڑتا ہے۔ خوشامد
کرنے والے کا کچھ نہ کچھ مقصد ضرور پوشیدہ
رہتا ہے اور اس کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے
اسی خوشامد سے کتنے لوگوں کی حق تلفی
ہوتی ہے کتنی سچی باتوں پر پردہ ڈالدیا
جاتا ہے۔ حقیقت میں خوشامد ایک
زوردار جادو ہے جس کا وار بے اثر
نہیں ہوتا۔ جس کی خوشامد کیجاتی ہے
اس سے برے بھلے میں انصاف کرنے
کا تمیز جاتا رہتا ہے۔ اور اس کو جھوٹ
موٹ تمام خوبیوں کا ماہر بنا دیا جاتا ہے
خوشامد کرنے والے کا اتنا نقصان
نہیں ہوتا جتنا خوشامد پسند کا ہوتا ہے
ایک تو وقت خراب دوسرا روپیہ پیسہ
ضائع تیسرا ناحق لوگوں پر ظلم۔ خوشامد

دراصل ایک میٹھی زہر سے بجھی ہوی
چھری ہے جس کا زخم انسان محسوس
نہیں کرتا بلکہ خوشی سے اس کا زخمی بنتا ہے
اگر کوئی عقلمند اس کی برائی سے آگاہ
کرے تو اس کو اپنا دشمن سمجھنے لگتا ہے
حالانکہ آخر میں اسی دانا کی بات سچ
ہوتی ہے۔
انسان کی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے
کہ اس کو اپنی تعریف اچھی معلوم ہوتی ہے
یہاں تک کہ اپنے عیب بھی بُرے نہیں
معلوم ہوتے۔ اگر کوئی ان سے آگاہ
کرے تو کتنا خفا ہو جاتا ہے مگر جو ذرا
سمجھدار لوگ ہوتے ہیں وہ اس خوشامد
کے راز کو تاڑ لیتے ہیں اور بچ جاتے ہیں
مگر نادان اپنی تعریف پر پھولوں نہیں
سماتا۔
ہم کو چاہیئے کہ ایسی دوطرفہ نقصان
دینے والی چیز یعنے خوشامد سے پرہیز
کریں۔ اپنی اور اپنے دوست کی خرابی
نہ چاہیں۔ اگر ایسی ہی جائز تعریف کرنا
چاہیں تو اس کے غائبانہ میں بھی اس کا
نام لیکر تعریف نکریں۔ بلکہ یوں کہیں کہ
کسی ایک مرد یا عورت نے ایسا اچھا
کام کیا خدا اس کو اجر اور نیک توفیق
عطا کرے۔
خوشامد کرنے والے کی عقلمند کے نزدیک
کچھ وقعت نہیں ہوتی اور اس کو ذلیل
سمجھنے لگتے ہیں۔ اس عادت سے انسان
خود بھی ذلیل ہوتا ہے اور لوگوں کو
دھوکا دیتا ہے۔ خدا ہر شخص کو اس
بری عادت سے بچائے فقط

ایڈیٹرس

وقت

از بی بی باجرہ (اورنگ آباد)

دنیا میں ہر چیز کی کچھ نہ کچھ تلافی ہے
مگر نہیں ہے تو وقت کی۔
جو گھڑی گزر گئی پھر وہ کسی طرح واپس

نہیں آسکتی۔ وقت ریل سے زیادہ تیز
ہے۔ ہوا سے زیادہ اڑنے والا۔ بجلی سے
زیادہ دوڑنے والا۔ بالکل دبے پاؤں
نکلا چلا جاتا ہے۔ صبح ہوئی ضروریات
سے فارغ ہوکر ناشتہ کئے ہی تھے۔ کہ مدرسہ
کا وقت ہوگیا۔

مدرسہ کو چلے گئے وہاں کچھ اُلٹا سیدھا
سبق پڑھنے بھی نہ پائے تھے کہ مدرسہ کو
چھٹی ہوگئی مکان کو آتے آتے تھوڑا سا دن
باقی رہا گھر پہنچ کر کتابیں رکھیں اور کھیل کود
میں مصروف ہوگئے۔

ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ سورج نے
اپنا چہرہ چھپایا اور وقت کا سبق دیتے
بستر پر جا لیٹا۔ بچے بھی اپنے اپنے بستے
کھول کر سبق یاد کرنے لگے۔ یاد کرنے کے
بعد کھانا کھایا پھر کچھ پڑھ ہی رہے تھے
کہ گھڑی نے نو بجادئے۔ بستر پر لیٹا
ہی تھا کہ تھوڑی دیر میں صبح کی آمد کے
نقارے بجنے لگے۔ بستر سے ابھی اُٹھے
ہی تھے کہ سورج نے بھی اپنا روشن
چہرہ جھانکتے ہوئے دکھلانا شروع کیا
بس کام تو کچھ نہیں ہوا مگر آٹھ پہر یونہی
گزر گئے۔

ایک ہی آٹھ پہر نہیں بلکہ ایسے ہزاروں ہی
چوبیس گھنٹے گزر جاتے ہیں اور ہمیں خبر نہیں
ہوتی۔

سبحان اللہ اسی مضمون کو کسی شاعر نے
کیا خوب ادا کیا ہے۔ بیت

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

جب وقت کی بے ثباتی کا یہ حال ہے
تو ہم کو چاہئے کہ وقت بالکل ضائع
نہ ہونے دیں۔ بیکار رہنے سے انسان
سست غبی۔ آوارہ۔ ذلیل۔ محتاج۔ اور
بدمزاج ہوجاتا ہے یہی نہیں بلکہ بہت سے
امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اگر اسی وقت
کو عمدگی سے استعمال کیا جاوے۔ تو یہی
وقت انسان کو۔ عالم۔ فاضل۔ ہنرمند

لائق۔ نامور۔ نیک چلن۔ خوش اخلاق
بنا دیتا ہے بچوں کو ایسا فراغت کا وقت
پھر کبھی نہیں ملسکتا۔
دنیا کے دھندوں میں پھنسنے کے بعد سر پر
ہاتھ رکھکر رونا پڑے گا لیکن اسوقت
رونے سے کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ مثل ہے
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔
عقلمندوں کا قول ہے۔ کہ لڑکپن کا
زمانہ جوتنے اور بونے کا ہے جوانی اور
پیری کا زمانہ کاٹنے اور گاہنے کا ہے
اگر لڑکپن میں تم جوتو اور بوؤ گے تو پھر
جوانی اور پیری میں آرام سے زندگی
بسر ہوگی۔" ایک وقت آنیوالا ہے
کہ تم دنیا کے دھندوں میں پھنس جاؤ گے
جیسا کہ دلدل میں گدھا۔
کبھی بھی اپنے دل میں ایسا خیال نہ لانا
کہ ابھی سیکھنے کا بہت وقت باقی ہے
یاد رکھو ہمیں کیا معلوم۔ کہ آیندہ زمانہ
کیا رنگ لاتا ہے۔ اس لئے جہاں تک
ہوسکے وقت کی قدر کرو۔ وقت سے
بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔
جب سونے لگو تو یہ معمول رکھو کہ اپنے
دل میں دن بھر کا حساب کر لیا کرو کہ
آج کتنا کام ہوا۔ اگر کام تھوڑا کیا یا نہ
کیا تو خیال کرو کہ آج کا دن بیکار گیا
اور ہم نے کوئی اچھا کام انجام نہیں دیا
میں اب اپنی بہنوں سے عرض کرتی
ہوں کہ وہ وقت کی قدر کریں اور اچھے
کاموں میں وقت گزاریں۔
اور بچوں کی تعلیم و تربیت میں وقت کو صرف
کریں۔ نماز و تلاوت قرآن مجید اور دیگر گھر
کے کاروبار میں وقت کو پابندی کے
ساتھ خرچ کریں۔
کیونکہ اس سے دین و دنیا کی بھلائی ہے
بس اب میں اس دعا پر مضمون ختم کرتی
ہوں کہ خداوند تعالی ہماری سب بہنوں کو
وقت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے
آمین فقط

اعتراض

از اہلیہ مولوی سید ضمیر الدین احمد صاحب تحصیلدار

ہماری معزز بہن اہلیہ مولوی سید ضمیر الدین احمد صاحب نے خادمہ کے ایک مضمون بعنوان اُم آبانؓ پر اعتراض کیا ہے اور ہمارے پاس بغرض طبع بھیجا ہے۔ جس کو ہم نہایت خوشی اور شکریہ کے ساتھ خادمہ میں طبع کرتے ہیں۔ بہن موصوفہ نے اپنے اعتراض میں ایک دو جگہ معافی مانگی ہے۔ جس کو ہم بخوشی منطور کرتے ہیں کسی شخص کا اعتراض کرنا یا کسی شے کے حسن و قبح کے متعلق اپنی آزادانہ رائے لکھنا کچھ عیب نہیں ہے یہ خادمہ بلکہ ہر رسالہ کے لئے زرین موقع ہے جب تک ناظرین کے خیالات ہم تک نہ پہنچیں ہم کس طرح اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہے ہیں یا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اعتراض جائز ہو تو ہم کو اس کے ماننے میں ذرا بھی عذر نہ ہوگا۔ اور اگر بیجا ہوگا تو اس کے متعلق ہم اپنی ناچیز رائے ظاہر کریں گے۔

بہن موصوفہ نے چند سوالات اور اعتراضات کئے ہیں۔ اور انکے جواب چاہتی ہیں جو انشاء اللہ آیندہ ماہ میں بصراحت لکھا جائیگا اب چونکہ پرچہ میں گنجایش نہیں ہے لہذا مجبوراً جواب ملتوی رکھا گیا ہے بہن موصوفہ کا یہ اعتراض کہ اُم اباںؓ کے تذکرہ میں رزم و بزم کے کارنامے پر جو زور دیا گیا ہے اگر بجائے اس کے اخلاقی و مذہبی خوبیاں بتائی جاتیں تو بہتر تھا اور مفید مستورات ہوتا اور معترض کو اعتراض کا موقع نہ ملتا۔ خیر ہم آپ کے اعتراض کو

مانتے ہیں مگر آپ نے جو حضرت ام عمارہؓ
کا تذکرہ لکھا ہے اس میں بھی وہی
جنگ و قتل کے واقعات دکھائے ہیں
جس میں حضرت ام عمارہؓ نہایت بہادری
سے لڑی ہیں۔ اس میں کسی جگہ آپ کے
زہد سخاوت ایثار کا حال نہیں لکھا
ہے۔ خیر۔

انشاء اللہ ہم بہن موصوفہ کا ہر طرح
اطمینان کر دیں گے اور آپ کی خواہش
کے موافق ان اسلامی بہنوں کے
تذکرے بھی لکھا کریں گے جنہوں نے
مذہب و اخلاق۔ علوم و فنون میں
حصہ لیا ہے۔ اور وقت و موقع
کے لحاظ سے جنگ و قتال میں بھی
مردوں کا ہاتھ بٹایا ہے۔

بہن موصوفہ کا اعتراض و تذکرہ
حضرت ام عمارہؓ بجنسہ طبع کئے جاتے
ہیں فقط

ایڈیٹرس

محترمہ ایڈیٹرس صاحبہ

تحفہ مسنون قبول فرمائیے۔ خادم
ماہ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ مضمون اُم آبان
نظر پڑا۔ یہ مضمون مجھے بہت ہی پسند آیا
مجھے بھی شوق ہوا کہ چند نیک ہستیوں
اور اسلام کی بہادر بیٹیوں کے کارنامے
تو کئی کئی بار ہدیہ ناظرین ہو چکے ہیں
مگر پھر بھی انہیں نیک اور قیامت تک آباد
رہنے والے کارنامے ہر نئے لباس میں
دنیا کے اسٹیج پر آئے بغیر نہیں رہتے
مگر افسوس ہے کہ اور بھی ایسی کثیر
ہستیاں صفحات کتب اوڑھے لپٹے
پڑی ہوئی ہیں جن کے کارنامے میرے
خیال میں شہرت یافتہ ہستیوں سے
کسی قدر زیادہ ہی ہوں گے نہ سہی
کم بھی نہ ہوں گے لیکن سوائے اُن
قدیم تاریخوں کے صفحات یا اُن قدیم
وضخیم تاریخوں کی ورق گردانی کرنے والیں

کے اور کوئی اُنہیں نہیں جانتا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ نیک ہستیاں کیوں اس طرح کس مپرسی میں چھوڑ دی گئی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے زمانہ کی نا قدر شناسی۔ مگر نہیں میرا خیال تو یہ کہتا ہے کہ آپ جیسے قدر دان موجود ہیں اس لئے نا قدری کا شائبہ بھی نہیں آ سکتا۔ البتہ یہ مسئلہ غور طلب ضرور ہے۔ اس لئے میں اس مضمون اُمِ اَبانؓ" کے آخری حصہ پر بار بار غور کرتی ہوں۔ اس غور و فکر کا نتیجہ میرے ذہن میں جو آیا وہ درج ذیل ہے:-

(۱) حضرت اُمِ اَبانؓ نے نہایت ہی بہادری سے باوجود صنف نازک ہونے کے جنگ میں شرکت فرمائی

(۲) خصوصاً جبکہ وہ دولہن تھیں۔

(۳) اُنہوں نے اپنے نوشاہ کا انتقام لیا

(۴) موجودہ زمانے کے عورتوں کو بھی حضرتہ موصوفہ کی تقلید کرنی چاہئے (کیونکہ خود تو ایک طرف اپنے عزیز اقارب از قسم ذکور کو ایسے موقعوں پر باز رکھتی ہیں)

(۵) عورتوں کو بھی اسی طرح زمانہ حال میں بھی خواہ جنگ میں ہو خواہ امن میں مردوں کے دوش بدوش ان کا ہاتھ بٹانا چاہئے۔

ف نتیجہ بالا پر پہونچنے کے بعد میرے دل میں عجیب طرح کے خیالات امنڈ امنڈ کر آنے اور ستانے لگے ہیں کیا واقعی تیرہ برس پیشتر کے اس واقعہ سے ہم موجودہ زمانہ کی عورتیں سبق لیکر تقلید کر سکتی ہیں؟ کیا موجودہ تمدن و معاشرت بھی وہی ہے جو تیرہ سو سال قبل تھا؟ کیا موجودہ طرز معاشرت کا لحاظ کرتے ہوے ایسا کیا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو ایسی تقلید کے لئے کون سے اصول

ہو سکتے ہیں؟ اور ایسے اصول کے
اختیار کرنے میں مقامی و مروجہ تعلیمات
کو بھی کوئی دخل یا حکومت ہے یا نہیں؟
ف خیالات بالا کے ساتھ ہی چند
احکام خدا و رسولؐ بھی یکے بعد دیگرے
میرے ذہن میں آ گئے لیکن ان کا
اظہار اس موقع پر کرنا نہیں چاہتی
اور ان مختصر استفسارات پر ہی اپنے
ناچیز قلم کو روک کر التجا کرتی
ہوں کہ میرے مکرمہ کچھ روشنی ڈالکر
صاف کر دیں گے تا خلش دور ہو۔
ف اسی مضمون کے دوسرے
پہلو پر میں نظر ڈالتی ہوں تو مجھے
یہ بھی نظر آتا ہے کہ ہمارے ایسے
تحریرات پر معترضین کو اعتراض
کی کافی گنجایش ہے خود ہم ہی خود
نا سمجھی سے خواہ محض تقلید کی وجہ
سے ہی سمجھ لیتے ہیں۔ کیوں کہ اس مضمون
کے جو اہم نتائج ہیں وہ معترضین کے
خیال سے دو ہی ہیں:۔
(۱) حضرت دولھن تھیں لیکن جنگ میں
شرکت فرمائیں۔ کیوں؟
(۲) محض اس لئے کہ اپنے نوشاہ
کا انتقام لے سکیں۔
اس میں شک نہیں کہ ان کے جواب
بھی موجود ہیں۔ لیکن خود ہم اُن کو
موقع اعتراض دیکر جواب دیں تو
لاحاصل ہے۔
بلکہ خود بخود پھیکا ہو جاتا ہے۔ بلکہ بجائے اس کے
کہ ہم صرف قصہ ہائے رزم اور واقعات
جنگ کو آب و تاب کیساتھ بتلائیں کیا وجہ
ہیں کہ ہم ان نیک ہستیوں کے محاسن حسن
اخلاق ایمانداری سخاوت پابندی مذہب
اور انہیں کے ساتھ ساتھ شجاعت روشن
و عیاں ہوں نہ بیان کریں جس سے نہ تو معترض
کو موقع اعتراض پیدا ہو سکتا ہے اور محض رزم
کے قصوں سے شہرت حاصل ہو سکتی ہے یہ امر تو
مخفی نہیں ہے کہ دشمنان اسلام نے لاکھوں

صفحات اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ اسلام
بروز شمشیر پھیلا ہے سیاہ کر چکے ہیں اگر مزید ہم واقعات
رزم پر روشنی ڈالیں تو ان کو اعدہ بھی موقع
ملجائیگا۔ کہ اشاعت اسلام میں تلوار سے
نہ صرف مردوں نے کام لیا بلکہ عورتوں
نے بھی اس کے علاوہ میں جہاں تک
غور کرتی ہوں (مری پیاری بہن مجھے
معاف فرمائیں) موجودہ زمانہ کی عورتوں
(خصوصًا حیدرآباد و ہندوستان) کو نہ تو
میدان جنگ میں بہادری دکھلانیکی ضرورت
ہوگی اور نہ ہندوستان کی طرز معاشرت
اسکی اجازت دیسکتی ہے اور نہ دیگی تو بھلا بتلائیے
کہ محض رزم و شجاعت کے قصے کس
مصرف کے ہوں گے اور اس سے
عورتوں کی کیا اصلاح ممکن ہے۔ اور
ہمارے تاریک و جاہل قلوب پر تیرہ
سو سال پیشتر کے رزمی واقعات
کیا اثر ڈال سکتے ہیں کیونکہ اب ہم کو
نہ رزم کا موقع آئے گا اور نہ ہمکو اس
قابل ہونے کی ضرورت ہی ہوگی۔
اگر ہم کو ضرورت ہے تو صرف علم
مذہب اور اخلاق۔ ان تینوں باتوں
کے لئے ہمیں چاہئے کہ انہی نیک
پاک ہستیوں کی زندگی کے اس
پہلو کی طرف معاونین کو متوجہ کریں
تاکہ ہم جیسے جاہلوں کی اصلاح ہو
اور ہمارے تاریک قلوب منور ہوں
تھوڑی دیر کے لئے میں یہ بھی
مان لیتی ہوں کہ شجاعت کے واقعات
سے ہی جوش پیدا ہوگا اور مردہ دلوں میں
زندگی نمودار ہوگی۔ کیا ایسے واقعات
موجود نہیں ہیں جنسے مذکورہ بالا تین
چیزیں ہم پر واضح ہوں۔
یقینی ہیں اور بہت ہیں۔ صدقہ اسلام
کے کہ وہ کسی بات سے خالی نہیں ہے
چنانچہ ملاحظہ فرمائے کہ میں ایک نیک
و پاک وجود کا ذکر کرتی ہوں جس سے
خود آپ اور ناظرین نتیجہ اخذ

فرما سکتے ہیں۔ میں جس محترم ہستی کا ذکر کرنا چاہتی ہوں واقعہ ہجرت سے بائیسویں مہینے میں گذرے ہیں اور حضرت کا اسم مبارک :۔

حضرت ام عمارہؓ

آپ کا اسم شریف نسیبہ ہے اور غزیہ بن عمرو کی بی بی تھیں۔ ف آپ بروز جنگ احد جو ایک مشہور و معروف عظیم الشان اسلامی جنگ ہے) علی الصباح اپنے مکان سے خود مع اپنے شوہر کے اور دو بیٹوں کے میدان جنگ میں تشریف لائیں تو آپ کے گلے میں پانی کا مشک لٹکا ہوا تھا آپ عین دار و گیر کی حالت میں دوڑ دوڑ کر زخمیوں کو پانی پلاتی پھرتی تھیں اس جنگ میں اولاً اہل اسلام کو غلبہ ہوا اور کفار شکست کھا کر بھاگے لیکن اہل اسلام نے باوجود مخالفت حضرت نبی اکرم سرکار دو عالم صلعم جو کہ بموجب ارشاد خداوندی تھا نافرمانی کی۔ خصوصاً پتھر انداز لوٹ میں مصروف ہو گئے۔ چوں کہ کفار میں بھی بڑے بڑے بہادر اور جنگ آزمودہ لوگ موجود تھے اس موقع کو غنیمت سمجھکر کہ پتھر انداز ندارد اور مورچہ خالی اور راستہ صاف ہے۔ وہ فوراً پلٹ پڑے اور جبکہ مسلمان فتح کی خوشی میں مست اور لوٹ میں مصروف ہوکر منتشر ہو گئے تھے تو ایسی حالت میں دشمنوں کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل اسلام جہاں تھے وہیں شہید ہوے اور شیطان کے ایک غلط خبر اڑانے کی وجہ کچھ منافق جو ابتک اسلام کے سچے دل سے مطیع نہیں ہوے تھے فرار بھی ہو گئے غرضکہ خدا اور رسول کی نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی

خاصی شکست ہوئی اور حضور انورؐ پر دشمنان اسلام کا حملہ شروع ہوا۔ اُس وقت جو اصحاب کبار حضور انورؐ کے اطراف مثل پروانہ کے نظر آرہے تھے اُن کی تعداد دس تھی ان دس میں سے میرے اس مضمون کی پاک ہستی ایک حضرت ام عمارہؓ بھی تھیں۔ جب آپ پانی پلاتی ہوئیں ادھر تشریف لائیں تو دیکھا کہ حضور انورؐ پر دشمنان اسلام کا حملہ ہو رہا ہے تو آپ نے فوراً مشک کو پھینک دیا اور اپنی چادر سے کمر کو باندھکر ہاتھ میں تلوار لے لیں اور حضورؐ کے اردگرد مثل رستم دوراں کے دشمنوں کو ہلاک و دفع کرتی رہیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں نے حضور انورؐ سے سنا ہوں کہ بروز جنگ احد جب کبھی میں نے اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھا ہے ام عمارہؓ ہی کو دیکھا ہے کہ وہ مرے قریب قتال کر رہی تھیں

ف اسی حالت جنگ و جدال میں ابن قمیہ چینختا چلاتا پہاڑی پر چڑھا کہ بتلاؤ (محمدؐ) کہاں ہیں اگر وہ بچ جائیں تو میں نہ بچونگا۔ اس مشرک کے دفعیہ کیلئے مصعب بن عمیر آگے بڑھے مگر ان پر بھی سبقت کر کے ام عمارہؓ بڑھیں اور اس مشرک مبارز پر وار کر ہی ڈالا نہ صرف ایک وار بلکہ متعدد وار۔ مگر یہ صنف نازک اور وہ ایک نہیں دو زرہ پہنا ہوا مرد ان کے واروں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اور اُس کمبخت سنگدل نے ان پر ایک ایسا گہرا وار کیا جو شانہ پر پڑا اور ایک بہت بڑے زخم کا باعث ہوا۔ باوجود اس شدید زخم کے بھی آپ اختتام جنگ تک برابر جدال و قتال حضور انورؐ کے گرد و پیش کرتی رہیں۔ چنانچہ آپ کے پاس کوئی سپر نہ تھا حضور انورؐ نے خود

ایک جنگجو مسلمان سے فرما کر انہیں
سپر دلوایا اور اس سپر سے بجائے اس
کے کہ اپنی حفاظت کریں خود حضور انور
کی حفاظت کر تی رہیں ایک مشرک نے
حضور انور پر برچھے کا وار کیا، تو آپ نے
سپر کو درمیان میں لا کر اس وار کو سپر پر
روک لیا اس کافر نے اپنے اس وار
کی ذلت دیکھکر تلوار سے ام عمارہ کا ہاتھ
کاٹ ڈالا۔ اس وقت سرکار نے یہ ارشاد
فرمایا کہ اے ام عمارہؓ یہی شخص تمہارے
بیٹے کا بھی زخمی کرنے والا ہے آپ یہ
سنتے ہی مثل شیر ببر کے حملہ آور ہوئیں
اور ایک ہی وار میں اُس کی ران کاٹ
ڈالیں اور یہ مشرک جو گھوڑے پر سوار تھا
زمین پر گر پڑا اور جہنم رسید ہوا حضور انور
نے اس کو ملاحظہ فرما کر تبسم فرمایا یہاں تک
کہ دندان مبارک مشتاقوں کو نظر آنے
اور سعادت دارین حاصل ہو گئی اور
حضور انورؐ کا اُسی وقت یہ ارشاد ہوا کہ

اے ام عمارہ من یطیق ما یطیقین (آہ
سرکار کے زبان اقدس سے جن کو تبان
میں یہ ارشاد ہوا وہ کیسی محترم ہستی ہو سکتی
ہے) یعنے اے ام عمارہؓ کون ایسی طاقت رکھتا ہے
ف اسی طرح اس جنگ عظیم میں ان نیک
بی بی کو ۱۲ زخم آئے جن میں ایک زخم
ابن قیمہ کا شانہ پر ایسا تھا جو مثل غار
کے جوف کے معلوم ہوتا تھا اور یہ زخم حضرت
اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے
اپنے آپ کو تصدق کر دینے کے خیال سے
اٹھایا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت ام سعدؓ
بنت سعد بن ربیع ارشاد فرماتی ہیں کہ
عین حالت جنگ میں میں نے ام عمارہ کو دیکھی
ہے کہ اپنی چادر سے کمر کو کس کر باندھی
ہوئیں برابر قتال کر رہی تھیں اور حضور انور
کے گرد و پیش مثل پروانہ کے نثار ہو رہی
تھیں! اور جب حضرت ام عمارہؓ کا انتقال
ہوا تو میں بھی ان کے غسل دینے میں شریک
تھی اور اُن کے جسم مبارک پر خود میں نے

۱۳ زخم شمار کیے ہیں ان ۱۳ زخموں کے
منجملہ ۲ زخم تو بموجب صراحت بالا جنگ
احد میں آئے تھے اور ایک جنگ یمامہ
میں آیا تھا اور اسی شب جنگ حمرا الاسد
کی منادی ہوئی باوجود اس قدر زخمی
ہونے کے مجروحین کی خدمت گذاری
کے لئے کمربستہ ہوئیں۔ لیکن اس زخم
سے اس قدر خون بہا تھا کہ آپ میں طاقت
نہ تھی اور جب جنگ سے حضور انور
واپس تشریف لائے تو فوراً ان کی مزاج
پرسی فرمائی اور جب ان کے زندہ رہنے
کی خبر معلوم ہوئی تو حضور بہت مسرور ہوئے

ف حضرت ام عمارہؓ کی شان میں حضور انور
نے یہ دعا فرمائی ہے کہ خدا ان کو جنت میں
میرا رفیق کرے

ف چنانچہ خلیفہ دوم عمر بن الخطاب کے
عہد خلافت میں کہیں سے کچھ تحائف وصول
ہوئے تھے اس میں ایک بہت بڑی
کمبل بھی تھی۔ حاضرین نے عرض کیا
کہ یہ کمبل آپ اپنی بہو حضرت صفیہ
بنت ابی عبید کو مرحمت فرمائیے
کہ یہی نئی دلہن ہیں۔
آپ کا ارشاد ہوا کہ میں اس کمبل کا
مستحق بجز ام عمارہؓ کے کسی اور
کو قرار نہیں دے سکتا کیوں کہ حضرت
سرکار دو عالم سے میں نے سنا
ہے کہ بروز جنگ احد جب کبھی میں
نے اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھا
ہے ام عمارہؓ کو قتال کرتے دیکھا
ہے۔ فقط

سفید جھوٹ

(دو افیونیوں کی گفتگو)

آفتاب | میرا صرف اصطبل مشرق سے مغرب تک لمبا ہے
مہتاب | میرے پاس بھی ایک برچھا زمین سے آسمان تک اونچا ہے
آفتاب | میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا بڑا برچھا کہیں ہو سکتا ہے اگر ہے تو آپ اس کو کہاں رکھتے ہیں
مہتاب | افسوس ہے کہ آپ کو اب تک نہیں معلوم ہوا لیجئے آپ ہی کے اصطبل میں لٹکا رہتا ہے۔

ایسے جھوٹ سے خدا محفوظ رکھے

التماس

جمیع بہی خواہان و ہمدردان قوم
خواتین کی خدمات میں عرض ہے
کہ محض انسانی اور اسلامی ہمدردی
سے عزیز بہنوں کی فائدہ رسانی کیلئے

رسالہ خادمہ

جاری کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے
کہ ہر ماہ علمی اخلاقی تمدنی اور مذہبی
معلومات کا بے بہا ذخیرہ بہنوں کی
خدمات میں پیش ہوا کرے۔ جو
دینی اور دنیوی امور میں اصلاح کا باعث ہو

یہ مقصد

میری تنہا کوشش سے حاصل نہیں ہو سکتا
تاوقتیکہ علم دوست خواتین رسالہ ہذا
کی تکمیل اعانت و اشاعت میں کافی
حصہ لیں۔

ایڈیٹرس

قواعد وضوابط

(۱) رسالہ خادمہ ہر ماہ ہجری میں ایک بار
شائع ہوتا ہے۔

(۲) قیمت سالانہ تین روپیہ پیشگی اور نمونہ
کیلئے ۴ر خرچہ وی پی ذمہ خریدار

(۳) جملہ خط وکتابت بنام مہتمم رسالہ خادمہ
واضح اور صاحب ہونی چاہئے۔ اور
جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ
آنا چاہئے

(۴) عدم وصول پرچہ کی اطلاع ہر ماہ
ہلالی کی پندرہ تاریخ تک آنے پر دوبارہ
مفت ورنہ قیمتاً دیا جائیگا۔

(۵) اگر کوئی صاحب مقام تبدیل فرمائیں
تو فوراً اطلاع دیں تاکہ رسالہ کے بھیجنے
میں دیری نہ ہو۔

(۶) رسالہ ہذا میں صرف مضامین نسواں چھپیں گے

(۷) مضامین صاف اور خوشخط لکھے ہوئے ہونا چاہئے

ایک علمی اخلاقی تمدنی مذہبی ماہواری رسالہ

جلد (۲) بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۲ھ م ماہ دے سنہ ۱۳۳۳ ف نمبر (۲)

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

بزرگوں کے اقوال

(۱) جو شخص یہ سمجھے کہ آدمی دنیا میں مرنے کے لئے پیدا ہوا ہے وہ اپنے فرائض کو خوبی سے انجام دیگا۔

(۲) خوشحالی کے زمانے میں اسراف سے کام لینا سعادتمندی سے بعید ہے

(۳) ہمارے دل کو اگر کوئی چیز تسلی دینے والی ہے تو وہ ذکر خدا ہے۔

(۴) دشمن کو زیر بار احسان کرنا چاہئے۔

(۵) محلہ کے چالیس گھروں تک ہمسایہ کے حقوق ہیں۔

(۶) دوسروں کا حال معلوم کرنا اور اپنا حال چھپانا بہت برا ہے۔

(۷) ایفائے وعدہ بڑی خوبی ہے۔ وعدہ بہت کم کرو مگر اس کا ایفا جلد کرو

(۸) انسان کی زندگی اس قدر طویل نہیں کہ وہ دنیا کی کل باتوں کو معلوم کرسکے اس لئے جو کچھ معلوم ہو جائے اسے غنیمت جانے۔

(۹) کہنے والے کو مت دیکھو کہ کون ہے بلکہ اس کی بات کو دیکھو کہ کیا کہا ہے۔

(۱۰) غم کا سب سے بڑا علاج مصروفیت ہے۔

گھر کا کام کاج عورتوں کے لئے مفید ورزش ہے

ورزش کے معنی اور مقصد یہ ہے کہ انسان
کے ہاتھ۔ پاؤں بلکہ تمام جسم کو حرکت دلائی
جائے اور اس سے ان اعضا میں طاقت
آئے۔ اس لئے گذشتہ زمانے اور اب
بھی مختلف قسم کے اصول اور آلات
ہیں جن سے ورزش کی جاتی ہے
مثلاً مگدر۔ موتبل وغیرہ یہ نئے زمانے
کی چیزیں ہیں۔ پرانے وقتوں میں
کشتی۔ بنوٹ۔ ڈنڈ نکالنا وغیرہ تھے
اور ان ہی اصول کا لحاظ کرتے ہوئے
بعض کھیل جیسے ٹینس۔ فٹ بال۔
کرکٹ۔ ہاکی وغیرہ بنائے گئے ہیں
اور یہ سب لڑکوں اور مردوں کے لئے ہیں
تو میرے خیال میں کسی قسم کی ورزش
وغیرہ کا ہونا یا ورزش کرنا نہیں پایا
جاتا ہے۔ البتہ چند مدارس میں مغربی
کھیل جس میں ایک حد تک ورزش کے
اصول ہیں وہ کھلائے جاتے ہیں
جیسے ٹینس۔ فٹ بال۔ کرکٹ وغیرہ
اور اسی لحاظ سے ڈرل بھی کرائی
جاتی ہے۔ کیونکہ دماغی محنت کرنے
والوں کے لئے جسمانی محنت بھی
ضروری ہے۔

مغربی ممالک کی عورتیں کچھ تو محنت
اور کچھ ٹینس وغیرہ کھیل سے ورزش
حاصل کر لیتی ہیں۔ مگر ہم لوگ مشرقی
ممالک جیسے ہندوستان کی عورتیں
ان کے لئے کوئی خاص قسم کے ورزش
کے اصول تو نہیں ہیں۔ البتہ ہمارے
تمدن کے کام کاج خود ایک طرح
کی ورزش ہے جس کو ہم لوگ نہیں سمجھتے
اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں
ہم لوگوں یعنی امیر اور متوسط درجہ کے
لوگوں میں گھر کا کام کاج کرنا غریبی اور

عیب میں داخل سمجھا جاتا ہے۔ اسکے لئے
نوکر چاکر رکھے جاتے ہیں۔ کاہلی اور سستی
کو امیری کی شان سمجھتے ہیں۔ اس میں
شک نہیں ہے کہ گھر کے بعض کاموں
کے لئے نوکر ضروری ہیں مگر نہ اس قدر
کہ چھوٹے موٹے کام بلکہ اپنی ذاتی کام
کے لئے بھی ہاتھ پیر نہ پھیلائیں رات دن
بیٹھے یا لیٹے رہیں۔ یہ تو کسی حالت میں
اچھا نہیں ہے۔ چلنے پھرنے۔ ہاتھ
پاوں کو حرکت دینے سے خون میں حرارت
پیدا ہوتی ہے جس سے کھایا پیا جزو
بدن ہوتا ہے اور جسم میں طاقت آتی ہے
یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلمان پردہ نشین
عورتوں میں ضعف معدہ۔ سوء ہضمی
دردسر۔ اعضا شکنی وغیرہ امراض کثرت
سے پائے جاتے ہیں۔ اور بجائے
معقول علاج کرنے کہ تیز دواوں کا استعمال
کرکے اور وہم وخیال میں مبتلا ہوتی ہیں
اس کی کیا وجہ ہے کہ غریب عورتیں بہ نسبت
امیروں کے زیادہ تر ان بیماریوں سے
محفوظ رہتی ہیں۔ اور اکثر تندرست
وصحیح مزاج پائی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ
یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ غریب عورتیں
گھر کا کام کاج خود کرتی ہیں جس سے
ایک حد تک ان کی جسمانی ورزش
ہو جاتی ہے۔ اور دوسری بات انکی
سادی غذا ہے جو محنت کی وجہ سے
ان کے جزو بدن ہو جاتی ہے۔ شاید
کبھی برسوں میں ایک دو دفعہ بیماری
آئی تو وہ بھی معمولی دوا دارو سے دفع
ہو گئی۔ بہ نسبت مسلمانوں کے ہندو عورتیں
قوی اور محنتی ہوتی ہیں۔

یہ اصول ہے کہ زیادہ روغن دار غذا
ثقیل اور دیر ہضم ہوتی ہے اور اس کے
ہضم ہونے کے واسطے اتنی ہی محنت
درکار ہے مگر جب ایسی ثقیل غذا کے کھانے
والے ایک ہی جگہ بیٹھے رہیں اور معمولی
حرکت بھی نہ کریں تو کیوں وہ تندرست

رہ سکتے ہیں

بعض عورتیں جو ایسی کاہلی کی وجہ سے بیمار اور کمزور ہو جاتی ہیں تو وہ اکثر مقوی دوائیں اور غذائیں جیسے معجون اور بادام کے حلوے استعمال کرتی ہیں تاکہ صحت قائم رہے اور رنگ روپ برقرار رکھنے کو پوڈر استعمال کرتی ہیں اس میں سینکڑوں روپیے صرف کرتی ہیں اور وقت خراب کرتی ہیں گر وہ معمولی دوا علاج جو بغیر روپے خرچ کئے مل جائے اس کی قدر نہیں کرتی ہیں۔ یہی مثل ہے کہ گھر کی مرغی دال برابر۔

صحت و حسن برقرار رکھنے والی لاکھ دوا کی ایک دوا سستی و کاہلی کو دور کرنا ہے گھر کے معمولی کام کاج میں ہاتھ اور پیر کو حرکت دینا بادام کے حلوؤں اور معجون سے کہیں زیادہ مقوی ہے اور روزانہ غسل و صفائی اور علی الصباح اٹھنا اور صبح کی نماز سے بڑھکر کوئی پوڈر حسن کو برقرار رکھنے والی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ صبح کی نماز سے رونق حاصل کرو۔ اس وقت میں نور بٹتا ہے۔

عورتیں خود کام کاج کریں ایک تو ورزش دوسرے اپنے گھر کا سلیقہ اور انتظام ٹھیک رہتا ہے۔ جتنا صاحب خانہ کو اپنی چیز کا درد اور صفائی کا خیال ہوگا اتنا نوکر چاکر کہاں رکھتے ہیں۔ یہ لوگ تو بیگار ٹالتے اور اپنی تنخواہ سے غرض رکھتے ہیں۔

ماؤں کو چاہیے کہ پڑھنے والی لڑکیوں اور لڑکوں سے بھی ورزش کی خاطر کچھ نہ کچھ کام کاج لیں طالب علموں کو دماغی حالت ٹھیک رکھنے کے لئے ان کو بھی ورزش کی سخت ضرورت ہے۔

مدارس میں ڈرل اور ٹینس وغیرہ سے کچھ ورزش ہو جاتی ہے مگر گھر میں بھی کچھ ورزش ضروری ہے ان کے لئے مناسب ورزش یہ ہے کہ طالب علم کو

اپنا ذاتی کام خود کرنے دیں جیسے ہاتھ
منہ دھونے کے لئے خود پانی لیں۔ اپنا
بستر وغیرہ خود طے کرکے اٹھائیں بچھائیں
اپنے کپڑے خود رکھیں نکالیں اور اسی
طرح کے چند کام کریں تو اچھا ہے بورڈنگ
میں یہ بھی اصول ہیں اور اس کا مقصد
یہ ہی ہلکی سی ورزش ہے جو اشد ضروری ہے
بعض مائیں ایسے کاموں کو تضیع اوقات
اور تعلیم میں ایک قسم کا حرج خیال کرتی
ہیں جو غلطی ہے چھوٹے بچوں کا کھیلنا
کودنا بھی عین ورزش ہے۔ مقررہ وقت
میں بچوں کو کھیلنے دینا چاہئے۔ رات دن
کتاب دیکر بیٹھانا بھی درست نہیں ہے
تحصیل علم کے ساتھ صحت بھی ضروری
اور مقدم چیز ہے۔

طاقتور ماؤں کے بچے بھی طاقت ور
ہوتے ہیں۔ اور باعث خوشی وچین
ہوتے ہیں مگر ایسے بچے جن کی والدہ
کمزور ہو وہ خود بھی کمزور اور رات دن
بیماریوں کا شکار اور باعث زحمت ہوتے ہیں
لہذا ہم عورتیں اگر اپنی اور اپنی اولاد
کی خوشی و بہبودی چاہیں تو ہمکو اصول
صحت پر حتی الامکان عمل کرنا چاہئے

ایڈیٹرس

اطاعت

از جناب سیدہ بی بی حفیظ النسا صاحبہ اورنگ آباد دکن

سب سے زیادہ بہتر اور ضروری خصلت
جو انسان کو بچپن ہی سے حاصل کرنی
چاہئے۔ اطاعت ہے دنیا میں اس سے
اچھا کوئی ذریعہ انسان کو ناموری اور
نیک نامی حاصل کرنے کا نہیں مل سکتا
اور نہ دنیا میں بغیر اطاعت کے کسی
قسم کی ترقی ہو سکتی ہے۔ اطاعت
کے معنی یہ ہیں کہ جب ہمارے بزرگ
یا ہم سے زیادہ لائق و قابل شخص ہمکو
نیک رائے اور اچھا راستہ بتائے تو
ہمکو لازم ہے کہ انکی پیروی اختیار

کریں اور جہانتک ہوسکے اسبات کی
کوشش کریں کہ ان کے ہر اچھی حکم کی
پوری تعمیل کریں کیونکہ انسان کے لئے
اطاعت ایک ضروری اور لازمی چیز ہے
دنیا کی ہر چیز اطاعت کا سبق سکھلاتی
ہیں۔ کوئی اطاعت اور فرمانبرداری سے
آزاد نہیں ہوسکتا۔ جو شخص اپنے بزرگوں
اور حاکموں کی اطاعت گزاری کرتا اور
ان کے حکم کا پابند رہتا ہے۔ وہی عزت
دولت۔ رتبہ منصب پاتا ہے۔ اور
اس کی زندگی قابل تعریف ہوتی ہے
اسی طرح کوئی قوم اور ملک بغیر اپنے حاکم
اور بادشاہ کی اطاعت اور فرمانبرداری
کے ترقی اور عروج حاصل نہیں کرسکتی۔
اس کی زندہ مثال ہمارے ساتھ ترکوں کی
ہے۔ کہ آج ان کی کامیابی کا بڑا سبب
ان کی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری
ہے جو اپنی قوم میں زیادہ ممتاز ہے
وہی زیادہ پابند اور اطاعت کرنے والا ہے

کیونکہ وفادارانہ اطاعت نہ صرف
اس کے لئے فرض ہے بلکہ اس کی
محافظ بھی ہے۔
ہر ایک انسان کا دل چاہتا ہے کہ
میں حکومت کروں اور سب سے بڑھکر
رہوں لیکن جو لوگ اطاعت کرنا نہیں
جانتے۔ وہ عمدہ حاکم بھی نہیں بن سکتے
جو لوگ اطاعت کے خوگر ہوتے ہیں
وہ حکومت بھی خوب کرسکتے ہیں۔
ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ گھر اطاعت
سکھانے کا پہلا مدرسہ ہے۔ اور والدین
کو خواہ بلحاظ مرتبہ و عمر و تجربہ اولاد
پر بزرگی حاصل ہوتی ہے۔
اس لئے والدین کو چاہیئے کہ اولاد کو
صرف پرورش ہی نہ کریں۔ بلکہ سب سے
پہلے اطاعت کی خصلت اولاد کے دل
و دماغ میں جمانا چاہیئے تاکہ آیندہ
چلکر وہ ملک اور قوم کے لئے بہترین
نعمت ہوسکیں۔

جو اولاد اپنے بزرگوں کا حکم نہیں مانتے
ان کی شکرگزاری و اطاعت کو اپنی سعادت
و بہبودی نہیں سمجھتے۔ وہ ہمیشہ بے ہنر
اور بے نصیب رہتے ہیں۔ اور پھر اس
گھر میں خوشی اور آرام کی امید نہ رکھنی
چاہیئے۔ عیش اور خوشی تو اس گھر میں
نصیب ہوتی ہے جس گھر کے خرد اپنے
بزرگوں کی اطاعت اور فرمانبرداری تہہ
دل سے ادا کرتے ہیں۔ اس لئے اولاد
کے لئے بزرگوں کی اطاعت لازمی ہے۔
جس خاندان یا قوم میں بزرگوں کا لحاظ
اور ان کی اطاعت و عزت نہیں تو
سمجھنی چاہیئے۔ کہ وہاں اتحاد و
اتفاق اور محبت کا نام بھی نہیں اور
ان سب کی زندگی نہایت بے لطفی
سے گذرتی ہے۔ اور پھر وہ قوم کبھی
ترقی اور بزرگی حاصل نہیں کر سکتی۔
گھر کے بعد مدرسہ اطاعت سکھلانے کی
دوسری جگہ ہے استاد وہ بزرگ ہوتے ہیں

کہ والدین کو اپنی تعلیم و تربیت سے علیحدہ
کرکے جن کے بھروسہ اور اطمینان پر
چھوڑ دیتے ہیں۔ پس استاد کو لازم ہے
اطاعت کا سبق عملی اور ہر طرح لڑکوں کو
ذہن نشین کرائے۔ شاگردوں کا کام
اطاعت کرنا ہے کیونکہ استاد جو کچھ کہتا ہے
وہ صرف طلباء کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے
اس لئے جو لڑکے استاد کا حکم مانتے ہیں
اور اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں
وہ بہت ہی جلد انسانیت سے آراستہ
علم کے زیور سے اپنے کو مزین کر لیتے ہیں
وہی ملک مالامال اور آباد رہ سکتی ہے
جہاں کی رعایا اپنے بادشاہ کا ادب کرتی ہیں
کی اطاعت اور قانون کی پابندی کرتی ہیں
جہاں ایسا نہ ہو وہاں تباہی اور مفلسی کے
سوا کچھ نہیں ہوتا۔ نتیجہ اس قدر ہے کہ
ہم کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے
بزرگوں کی اطاعت گزاری اور ان کے
حکم کے پابند رہیں اور اطاعت کو اپنے

اوپر فرض کریں۔ کیونکہ خداوند تعالی بھی
قرآن پاک میں اطاعت کا ارشاد
فرماتا ہے۔ تاکہ ہماری زندگی نہایت
آرام اور چین سے گزرے۔ اور دین و
دنیا ہر طرف کامیابی ہی کامیابی نظر
آئے۔

اب آخر میں اپنے بہنوں سے درخواست
کرتی ہوں کہ وہ اپنے بزرگوں کی اطاعت
کریں اور اپنے بچوں کو اطاعت بچپن
میں سکھلائیں۔
کیونکہ خدا و رسول کا حکم بھی یہی ہے
خداوند تعالی سب کو اطاعت کرنے کی
توفیق دے آمین۔ فقط

محنت

ازجنابہ سیدہ بی بی ہاجرہ صاحبہ اورنگ آباد

خداوند تعالی نے جتنی مخلوقات پیدا
کی ہے۔ سب کے واسطے محنت و مشقت
لازمی ہے۔ ہر ایک جاندار کے ساتھ پیٹ
ایسی بلا لگا دی گئی ہے کہ جو سب کو
محنت و مشقت پر آمادہ کرتا اور رغبت
دلاتا ہے۔ تمام جاندار انسان سے لیکر
حیوان تک چرندے۔ پرندے۔ درندے
سب اپنا پیٹ پالنے کے لئے مارے مارے
پھرتے ہیں۔ ان کو کتنی ہی مصیبت
کیوں نہ پیش آئے برداشت کرکے ہر
وقت روزی کی تلاش کرنے کی دھن
میں لگے رہتے ہیں۔
محنت نہ ہو تو انسان کے ہاتھ پاؤں
اور تمام جسم کے اعضاء بیکار ہو جائیں
جس طرح بند چشمہ کا پانی۔ ایک عقلمند
کا مقولہ ہے کہ انسان کا دل ایک چکی
کے مانند ہے جس میں اناج پیا جائے
تو آٹا تیار ہو اور خالی چلائی جائے تو
خود اس کا نقصان۔
محنت ہر طبقہ اور گروہ کے لوگوں کے
لئے لازمی امر ہے۔ ہر شخص خواہ وہ

امیر ہو یا غریب اپنی اپنی حالت کے لحاظ
سے الگ الگ کام اختیار کرے اور یہ
اپنا فرض سمجھے کہ لوگوں کو علم سکھائے
شائستہ بنانے ملک کو جہالت کی آفت
سے بچائے۔ ترقی و اقبال کے راستے
بتلائے۔

جو لوگ محنت نہیں کرتے آہ! وہ اس کے
مزے سے بھی واقف نہیں ایک صاحب
کا قول ہے کہ "خواب راحت کے بعد
جب ہم بیدار ہوتے ہیں۔ تو اسی حالت
میں محفوظ رہ سکتے ہیں کہ کچھ کام کریں"
جب ہم محنت و مشقت سے اپنے فرائض
اور کام اچھی طرح دے چکیں تو ہمیں اوقات
فرصت سے بے انتہا خوشی حاصل ہو سکتی
ہے بغیر اس کے کوئی فرحت حاصل
نہیں ہوتی۔

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ اکثر لوگ حد سے زیادہ
محنت کرنے سے مر جاتے ہیں لیکن ان
لوگوں کی تعداد بہت زیادہ "جو کاہلی
اور آرام طلبی" سے اپنی پیاری جان گنواتے
ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کاہلوں کے تمام
اعضا کاہلی کے سبب بیکار ہو جاتے
ہیں جیسا زنگ سے لوہا۔ محنت کی عادت
کام کرنے کا طریقہ اور وقت کی پابندی
سکھاتی ہے۔ اگر اچھی طرح کام کرنے کی
عادت ہو جائے تو پھر آدمی اپنا ایک
منٹ بھی بیکار نہ جانے دے گا ہمیشہ
وقت کی قدر کریگا کسی کا مقولہ ہے
کہ "اگر بیکار آدمی (یعنی کاہل) کی نسبت
یہ خیال کیا جائے کہ یہ وقت کا خون
کرتا ہے۔ تو کام کرنے والے (یعنی محنتی)
آدمی کی نسبت یہ کہنا چاہئے کہ وہ وقت
میں جان ڈالتا ہے" جس طرح درخت
کے پتے پانی نہ ملنے سے مرجھا جاتے ہیں
جب انہیں پانی ملتا ہے تو گویا نئے
سرے سے جان پڑ جاتی ہے۔ بس یہی
نسبت محنتی آدمی اور وقت کی ہو سکتی ہے
الغرض بغیر محنت و کوشش کے دنیا میں

کوئی کام نہیں ہو سکتا اور نہ عزت و شہرت
حاصل ہو سکتی ہے۔ قدرت کا منشا بھی یہی ہے
کہ انسان دنیا میں رہکر محنت و مشقت کرے
اپنے آرام و آسائش کے سامان ضروری
تیار اور مہیا کرے اور پھر رفتہ رفتہ ترقی
کرتے ہوے معراج کمال تک پہونچ جائے
جس طرح تکلیف کے بعد آرام کا لطف محسوس
ہوتا ہے۔ اسی طرح محنت کے بعد اس کا
بھی ثمرہ ملا کرتا ہے۔ دنیا میں جن لوگوں
نے شہرت و ناموری حاصل کی ہے ان کے
سوانح عمریوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا
ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی مشکلیں برداشت
کیں۔ بڑی بڑی محنتیں اور مشقتیں اٹھائیں
جب کہیں یہ نعمت حاصل ہوئی۔ پس دنیا
میں جن لوگوں کو یہ شوق ہے کہ عزت
و ناموری حاصل کریں ان کو چاہئے کہ
جس طریقہ سے انکے بزرگوں نے بڑی
بڑی نیکنامیاں حاصل کی ہیں۔ اسی
طرح یہ بھی ان کی پیروی کرنے کی کوشش
کریں اور محنتی و جفاکش بنجائیں کاہلی
کو خیرباد کہدیں۔ اور دنیا کے سامنے
اپنی زندہ مثال پیش کرنے کی کوشش
کریں دوسروں کے لئے شمع ہدایت کا
کام دیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

تحفہ موسم سرما

ازجنابہ صمدانی بیگم صاحبہ

میری بزرگوار بہنوں موسم سرما شروع ہوکر
دو ڈہائی مہینہ ہو گئے ہیں۔ کثرت سے
سردی ہو رہی ہے۔ تپ لرزہ و نزلہ زکام
سے اکثر بہنیں متاثر ہو رہی ہیں طبیعت
ہمیشہ نڈھال اور سست رہتی ہے دل
کام کرنے کو نہیں چاہتا۔ غذا جلد ہضم نہیں
ہوتی۔ صبح کے وقت خصوصاً نماز کے لئے
اٹھنا دوبھر معلوم ہوتا ہے۔
پس اس موسم کے لئے جو پروردگار عالم نے

نعمت بخشی ہے اُس کو اے بہنوں خود
کھاؤ اور غریبوں کا بھی لحاظ رکھو دیکھو
محلہ کے غریب لڑکے سردی میں دھوپ
اور آگ تاپتے نظر آتے ہوں گے خدا کا
شکر کرنا چاہیے اور اپنے بزرگوں کا
احسان مند ہونا؟ اُنہوں نے اپنے پر
تکلیف اٹھا کر ہمارے لئے بہترین آرام
مہیا کیا۔ دیکھنا بہن صبح بچوں کو بلا چادر
یا شال کے باہر جانے نہ دیا کرو سرد
پانی سے بچاؤ سستی میں کہیں گھر کے
کام کاج کی نگرانی کم نہ کر دو۔ موسمی
[illegible]حات سے ذرا پرہیز کرو خصوصاً
بچوں کو بیر۔ ککڑی۔ جام۔ وغیرہ کے
کھانے سے بچاؤ۔ سرد ترکاریاں استعمال
نہ کرو غذا اگر میسر ہو تو روٹی۔ گھی۔ گوشت
پر شکر گذار ہو کر کھاؤ۔ تیل۔ بینگن آچار
لیمو۔ کو چھو کر بھی نہ دیکھنا۔ اس سے نزلہ
زکام شروع ہو کر بیماریاں پیدا ہوتی
ہیں۔ تندرستی کی قدر کرو گھر کے صرفہ سے
کچھ بچ جائے تو محلے کے لڑکے لڑکیوں
اور غریبوں کی سرما میں کپڑوں اور
کھانوں سے مدد کرو۔ خداوند تعالی
احسان کرنے والوں کا احسان نہیں
رکھتا۔ پانی فلٹر کر لیا کرو اگر نہ ہو سکے
تو گرم کر کے ٹھنڈا کر لو۔ گرم چیزیں
اور گرم مصالحہ استعمال کرو۔ زیادہ جاگنا
مضر صحت ہے۔ گلہ۔ کان۔ سینہ۔ کو گرم
رکھا کرو۔ موسم کے لحاظ سے ایک نسخہ
کباب مرغ کا پیش کرتی ہوں تیار
کر کے کھایا کریں۔ اور غریبوں اور مسکینوں
کا بھی لحاظ رکھیں۔

(نسخہ کباب مرغ) مُرغ ایک۔ گوشت
(بکرا) پاؤ سیر۔ گھی آدھا پاؤ۔ دارچینی
الائچی ہر ایک دو ماشہ۔ لونگ ۳ ماسہ
مرچ۔ ساڑھے تین ماسہ۔ پیاز آدہ پاؤ
ادرک۔ کشنیز (دھنیا) ہر ایک ایک تولہ
نمک ڈہائی تولے جغرات (دہی) پاؤ بھر
گوشت پاؤ سیر کا قیمہ کرا کے آب و نمک

کشنیز و گھی سے معمولی دوپیازہ پکائیں۔ پھر
آدھا مصالحہ ملاکر بگھار دیں۔ اور مرغ کو صاف
کرکے اس کے پیٹ میں دوپیازہ مذکور بھر کے
دہی دیں اور سیخ پر چڑھاکر باقی اور مصالحہ
مرغ پر لگا دیں۔ اور کوئلوں کی آنچ پر تھوڑا
دہی مصالحہ آمیز اور گھی باہم اچھی طرح
ملاکر۔ پچاسے کے کام میں لاویں۔ بعد تیاری
نوش فرمائیں فقط

انشاء اللہ

ازجنابہ بنت مولوی سید ضمیر الدین صاحب تحصیلدار

نعیمہ: اوستانی جی ہمارے ابا جب کسی سے
وعدہ کرتے ہیں یا کہیں ان کو دعوت
ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ انشاء اللہ جاؤنگا
یا انشاء اللہ کرونگا لیکن مجھے اس لفظ
انشاء اللہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا
براہ مہربانی مجھے یہ سمجھائیے کہ ابا جان
یہ لفظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

اوستانی: بیٹی انشاء اللہ تعالی کے معنی
یہ ہیں کہ خدا چاہا تو (ایسا ہوگا)

نعیمہ: یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا پڑی ہے
مثلاً آپ مجھے پڑھانے روزانہ تشریف
لاتی ہیں۔ لیکن روزانہ یہ کہتی جاتی ہیں
کہ انشاء اللہ کل آؤں گی جب آپ نے
کا ارادہ مصمم رکھتے ہیں تو یہ کہنے کی کیا
ضرورت ہے کہ خدا چاہا تو آؤں گی۔

اوستانی: اچھا لو میں اس کو تمہارے سامنے
واضح طور پر پیش کرتی ہوں۔ غور سے سنو

نعیمہ: بہت خوب۔ ارشاد فرمائیے

اوستانی: خداوند کریم کا ارادہ سب کے ارادوں
سے زیادہ قوی ہے اُس کے ارادہ کے
خلاف کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ مثلاً
اسی مثال کو لو کہ روزانہ میں جاتے وقت
یہ کہہ جاتی ہوں کہ انشاء اللہ کل آؤنگی
یہ بات تم کو تو بڑی آسان معلوم ہوتی ہے
لیکن ذرا غور کرو تو یہ نہایت پیچیدہ اور
ادق بات ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ
کل تک میں مرجاؤں یا خدانخواستہ

تم کو کچھ ہو جائے یا زلزلہ ہو جائے یا
ملک میں ایک عظیم الشان انقلاب
ہو جائے جس کی وجہ سے میں مجبور ہو کر
تمہارے پاس نہیں آسکوں گی۔ لہذا
معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی محض
ہزارہا بلکہ کروڑہا معروضات کی ایک
زنجیر ہے۔ ہم فرض کر لیتے ہیں کہ کل
تک کوئی ایسے واقعات پیش نہ آئینگے
تو ہم یہ کام کریں گے۔ اگر یہ مفروضہ
صحیح نکلا تو خیر ہم وہ کام کر لیتے ہیں
لیکن اگر کوئی سبب ایسا پیش آجائے
جس کی وجہ سے بہت ممکن ہے کہ وہ کام
نہ ہوسکے اس لئے ہمارے پاک مذہب میں
یہ حکم ہے کہ جب کسی کام کا ارادہ کر دیا
کوئی وعدہ کرو تو ضرور لفظ انشاء اللہ
بھی اس کے ساتھ کہو۔

نعیمہ۔ یہ تو واقعی بڑی اچھی بات ہے
میں بھی ضرور آیندہ سے ایسا کہا کرونگی
آپ کا شکریہ۔

سلیقہ

از جناب بنت مولوی سید ضمیر الدین صاحب تحصیلدار

دنیا میں ہر ایک چیز کو دیکھو تو اُس میں
ایک خاص قسم کا نظام ترتیب اور سلیقہ
موجود ہے ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

مثلاً یہ ہے کہ اگر آم کے تخم کو بویا جائے
تو ہمیشہ اُس سے آم کا درخت پیدا ہوتا
ہے کبھی اُس سے نارنگی کا جھاڑ
نہیں اوگتا۔ اور جب آم کا درخت
اوگتا ہے تو ہمیشہ اس کو آم ہی لگتے
ہیں کبھی اُس کو سیب نہیں لگتے اسی
طرح ہزارہا مثالیں موجود ہیں۔ اور جس
ملک میں بھی آم کا درخت ہوگا وہاں
اُس کو آم ہی لگیں گے اور پھول پتے
وغیرہ ایک ہی وضع قطع کے ہوں گے
یہ کبھی نہیں ہوتا کہ افریقہ میں آم کا درخت

املی کے درخت کے وضع کا ہو۔ لہٰذا
یہ معلوم ہوا کہ ہمیں ایک خاص قسم کی ترتیب
خیر اب ایک اور مثال لو۔ آسمان کے ستارے
اور سیارے بھی اسبات کی گواہی دیتے
ہیں۔ چاند برابر پندرہ روز روشنی دیتا ہے
اور پندرہ روز غائب رہتا ہے۔ اور آفتاب
ہمیشہ مشرق سے نکلتا ہے مغرب سے
کبھی نہیں نکلتا۔ اور بعض ستارے سال
میں یا دو سال میں یا دس سال میں ایک
خاص مقام پر نمودار ہوتے ہیں اور غائب
ہو جاتے ہیں۔ غرض اس میں بھی ایک خاص
نظام العمل ہے اس کے خلاف کبھی نہیں ہوتا
اب موسم کی تبدیلیوں کو ملاحظہ فرمائیے
ہمیشہ بہار کے بعد خزاں ہے اور خزاں
کے بعد بہار اور موسم باراں کے بعد
موسم سرما آتے ہیں اور سرما کے بعد گرما
کبھی خلاف نہیں ہوتا۔
اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ خداوند
کریم کی قدرت ہے اس کا ارادہ

ایسا ہی ہے اس لئے ایسا ہوتا ہے۔ لیکن
انسان کے کام اکثر بے ترتیب بھی ہوتے
ہیں۔
اس اعتراض کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے
کہ انسان کے دماغی ایجادات وغیرہ میں
بھی ایک خاص قسم کی ترتیب ہونی چاہیے
ورنہ وہ کام نہیں کر سکتے اگر کام کرتے بھی
ہیں تو نہایت بھونڈا۔ انسان ہمیشہ بچہ
پیدا ہوتا ہے بڑا ہوتا ہے اور بوڑھا ہوتا ہے
کبھی ایسا نہیں ہو کہ انسان بوڑھا پیدا
ہو اور اس کے بعد بچہ ہو کر مر جائے۔
لہٰذا انسان کی زندگی خود ایک ترتیب اور
سلیقہ پر مبنی ہے تو اس کا ہر ایک کام بھی
پُر سلیقہ ہونا چاہیے۔
انسان کی ایجادات کو لیجئے۔ ریل کے
انجن کو ہم روزانہ کام کرتے ہوئے دیکھتے
ہیں۔ لیکن اگر کوئلہ ڈالنے کے مقام
پر پانی ڈال دیا جائے اور پانی کے مقام پر
کوئلہ جھونک دیا جائے تو دیکھئے بگڑ گیا

نتیجہ نکلتا ہے۔ بجائے اس کے وہی انجن ہزارہا من وزن کھینچنے کے بالکل خاموش کھڑا رہجائیگا بلکہ خود اسمیں آگ لگ جائیگی۔ علیٰ ہذا ہر قسم کی ایجاد کو یا مصنوعات کو لیکر غور کیجیے تو اسمیں سلیقہ اور ترتیب کی سخت ضرورت ہے اور جس منٹ بلکہ جس سکنڈ یہ سلیقہ غائب ہوجاتا ہے تو اچھے نتیجہ پیدا ہونے کے بجائے بُرے نتائج نکلتے ہیں اور اگر بُرے نتائج پیدا بھی نہ ہوں تو اس شے کی زندگی بھی دوبھر ہوجاتی ہے۔

جب دنیا کے ہر مخلوقات میں سلیقہ کی ضرورت ہے تو انسان جوکہ اشرف المخلوقات کے خطاب سے ممتاز کیا گیا تو کیوں نہیں اس کی زندگی اور اس کے ہر کام میں سلیقہ ہو۔ لہٰذا اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ امور خانہ داری میں بھی سلیقہ اور شعور کو کام میں لایا جاے۔ ہر ایک چیز قرینہ سے اپنے جگہ رکھی رہے تو کس قدر بہتر معلوم ہوتا ہے اور یہ کام کا تعلق زیادہ تر مستورات سے ہے۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عورتوں میں بہ نسبت مردوں کے سلیقہ کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ بورڈنگ ہاوس میں جہاں لڑکے اپنے پیارے ماں اور بہن کی مہربانی سے محروم رہتے ہیں اکثر و بیشتر اُن کا سامان سلیقہ اور قرینہ سے لگا نہیں رہتا۔ لڑکے عموماً لاپروا ہوتے ہیں اور اُنہیں اپنے کمروں کی آراستگی وغیرہ کا زیادہ خیال نہیں ہوتا برخلاف اس کے یہ واقعہ ہے کہ جب وہی لڑکا اپنے مکانپر رہتا ہے تو اس کا کمرہ نہایت ہی سجا ہوا اور ہر ایک چیز اپنے قرینہ سے رکھی رہتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس سلیقہ اور نظام ترتیب کے ذمہ دار اس لڑکے کی والدہ یا بہن ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلیقہ کا مادہ بیاری

بہنوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن کسقدر افسوس ہے کہ بعض بہنیں اس خداداد ملکہ سے فائدہ نہیں اٹھاتی ہیں اُن کے کمرہ جا کر دیکھئے تو ہر چیز ہزاروں میں گرد ہوتی ہے اگرچہ خدا کے فضل سے سامان تو بہت ہوتا ہے لیکن بدسلیقگی سے کسی کونے میں بری طرح ڈالدیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ بجائے باعث آرایش ہونے کے خراب معلوم ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح بدسلیقہ بی بیوں کے مکان میں نہ کھانا اچھا ملتا ہے اور نہ پینے کو اچھا پانی ملتا ہے۔ اُس گھر کے بچوں کو دیکھئے تو میلے کچیلے اور غلیظ عادات اطوار کے ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کی صحت اچھی نہیں ہوتی اور بالکل نحیف رہتے ہیں اور ان سب باتوں کا آخری اور لازمی نتیجہ تباہی ہے۔ خدا ایسے بہنوں کو نیک توفیق عطا فرمائے آمین۔

برخلاف اس کے ایک سلیقہ مند بی بی کے مکان کو لیجئے وہاں گو سامان کم ہوگا اُس کی آمدنی محدود ہوگی لیکن اُس گھر میں ہنسی خوشی اور نہایت عمدہ صحت رہیگی اس قسم کے مقابلہ کیلئے میں خادمہ کے ناظرین سے استدعا کرتی ہوں کہ مولوی نذیر احمد مرحوم کی مشہور کتاب مراۃ العروس میں اکبری خانم اور اصغری خانم کے واقعات سے بہترین مقابلہ کیا جاسکتا ہے اخیر میں میں سلیقہ کی اہمیت جتاتے ہوئے عرض کرتی ہوں کہ سلیقہ کے جب اتنے فوائد ہیں اور خداوند تعالی نے اس کو ایک نہیں بلکہ مختلف طریقوں پر ضروری ٹھیرا دیا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس نعمت سے محروم رہیں۔ لہذا ہم سب کو یہ چاہئے کہ اس نیک عادت کو ہم ترقی دیں۔

لطیفہ (۱)

از سیدہ بیگم بادشاہ ممبر انجمن اتحاد ترقی شاخ تعلیم نسواں

ایک بادشاہ نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ جو آدمی
میرے سوال کا جواب ٹھیک دیگا اُسے
میں امیر کر دونگا۔ مگر جو نہ دیگا اُسے
اسی وقت مروا دونگا۔ ایک آدمی
ہمت کر کے بادشاہ کے دربار میں گیا
اور بادشاہ سے کہا آپ سوال کریں
میں جواب دونگا۔

بادشاہ نے کہا۔ بتاؤ ہتھیلی پر بال کیوں
نہیں ہے؟

آدمی۔ آپ کس کی ہتھیلی کی بابت پوچھتے ہیں

بادشاہ۔ اچھا میری ہتھیلی کی بابت بتاؤ؟

آدمی۔ بخشش کرتے کرتے بال اُڑ گئے

بادشاہ۔ اچھا تیری ہتھیلی پر کیوں نہیں ہے

آدمی۔ میرے ہاتھ لیتے لیتے گھس گئے

بادشاہ اچھا! اور لوگوں کے ہتھیلی پر کیوں
نہیں ہے؟

آدمی۔ آپ دیتے تھے۔ میں لیتا تھا۔
اور آدمی اپنے اپنے ہاتھ ملتے تھے اس لئے
ان کے ہتھیلیوں کے بال اڑ گئے۔

بادشاہ اس جواب سے بہت خوش ہوا
اور اس کو بہت کچھ انعام دیا فقط

لطیفہ (۲)

از بی بی خدیجہ ممبر انجمن اتحاد ترقی شاخ ترقی تعلیم نسواں اورنگ آباد دکن

بشیر بہت حاضر جواب لڑکا تھا ایک دن اپنی
ماں سے کہنے لگا اماں جان اگر کوئی
آپ کی چیز توڑ دے یا کچھ نقصان کر دے
تو آپ کیا کریں گے۔

ماں میں اُسے مارونگی پیٹونگی اور گھر سے
باہر نکالدونگی۔

بشیر۔ تو اماں جان سب سزا دنکی آپا حقدار
ہیں۔ کیونکہ انہوں نے آج آپ کا پھولدان
توڑ ڈالے۔

ماں یہ سن کر چپ ہو گئی اسے کیا معلوم تھا
کہ بشیر اسکو ٹھگ رہا ہے۔ وہ تو یہ سمجھی تھی
کہ شاید بشیر سے کوئی غلطی اور خطا ہو
گئی ہے فقط

التماس

جمیع بہی خواہانِ و ہمدردانِ قوم خواتین کی خدمات میں عرض ہے
کہ محض انسانی اور اسلامی ہمدردی سے عزیز بہنوں کی فائدہ رسانی کے لئے

رسالۂ خادمہ

جاری کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر ماہ علمی اخلاقی تمدنی اور مذہبی
معلومات کا بے بہا ذخیرہ بہنوں کی خدمات میں پیش ہوا کرے۔ جو
دینی اور دنیوی امور میں اصلاح کا باعث ہو

یہ مقصد

میری تنہا کوشش سے حاصل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ علمدوست
خواتین رسالۂ ہذا
کی ممکنہ اعانت و اشاعت میں کافی حصہ لیں۔

ایڈیٹرس

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ خادمہ ہر ماہ ہجری میں ایک بار شائع ہوتا ہے۔

(۲) قیمت سالانہ تین روپیہ پیشگی اور نمونہ کے لئے ۴ ر خرچہ وی پی ذمہ خریدار۔

(۳) جملہ خط و کتابت بنام مہتمم رسالہ خادمہ واضح اور صاف ہونی چاہیئے اور جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۴) عدم وصول پرچہ کی اطلاع ہر ماہ ہلالی کی پندرہ تاریخ تک آنے پر دوبارہ مفت ورنہ قیمتاً دیا جائیگا۔

(۵) اگر کوئی صاحب مقام تبدیل فرمائیں تو فوراً اطلاع دیں تاکہ رسالہ کے پہنچنے میں دیری نہ ہو۔

(٦) رسالہ ہذا میں صرف مضامین نسواں درج ہوں گے۔

پتہ دفتر رسالہ خادمہ
عیسیٰ میاں بازار
حیدرآباد دکن

مہتمم